

بعدالت سپریم کورٹ آف پاکستان
(بنیادی اختیار سماعت)

حاضر:

مسٹر جسٹس افتخار محمد چوہدری صاحب (چیف جسٹس)
مسٹر جسٹس خلیجی عارف حسین (جج)
مسٹر جسٹس طارق پرویز (جج)

آئینی پیشین نمبر 87 آف 2011

[Petition under Article 184(3) of the constitution Challenging certain
practices and processes of electioneering as violative of their
fundamental rights]

ورکرز پارٹی پاکستان بذریعہ مسٹر اختر حسین ایڈووکیٹ،
جنرل سیکریٹری، 5 میکلوڈ روڈ، لاہور وچھ دوسرے
درخواست دہندگان

فیڈریشن آف پاکستان و دوسرے
مدعا علیہان

منجانب درخواست دہندگان
جناب عابد حسن منٹو، سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ
جناب بلال حسن منٹو، سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ
جناب محمود اے۔ شیخ، اے۔ او۔ آر

منجانب الیکشن کمیشن آف پاکستان
جناب دل محمد علی زئی، ڈی اے جی
سید صفدر حسین شاہ، اے۔ او۔ آر

سید شیر افگن، ڈی جی (الکیشن)
جناب محمد نواز، ڈائریکٹر

منجانب اے این پی

جناب خالد خان، سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ

منجانب ایم کیو ایم

ڈاکٹر فروغ نسیم، سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ

منجانب پاکستان مسلم لیگ (ق)

ڈاکٹر خالد رانجھا، سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ
سید نایاب ایچ گردیزی، سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ

منجانب پاکستان مسلم لیگ (ن)

جناب رفیق رانجھا، سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ
جناب نصیر احمد بھٹا، سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ

منجانب پاکستان تحریک انصاف

جناب حامد خان، سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ
جناب وقار رانا، سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ
جناب ایم۔ ایس خٹک، اے۔ او۔ آر

منجانب جے آئی

جناب توفیق آصف، سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ

منجانب اے پی پی

جناب سلمان اکرم راجا، سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ
Assisted by ملک غلام صابر، پیر سٹرسر آصف اور ملک
آصف محمود ایڈووکیٹس

منجانب سندھ یونائیٹڈ پارٹی

جناب عبدالوہاب بلوچ، سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ
جناب جلال شاہ، سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ

راجہ عبدالغفور، اے۔ او۔ آر

دوسری سیاسی جماعتوں کی طرف سے کوئی نہیں

عدالت کے نوٹس پر جناب عامر احمد علی، ڈی سی، اسلام آباد
سید مظفر علی، منیجر (L)، نادرا

حکم نامہ

عنوان بالا آئینی درخواست زیر آرٹیکل (3) 184 آئین پاکستان معاشرے کے مختلف طبقوں جن میں مختلف سیاسی جماعتیں، نمائندگان سول سوسائٹی اور شعبہ تعلیم سے متعلق افراد شامل ہیں، کی جانب سے دائر کی گئی ہے جس میں درج ذیل استدعا کی گئی ہے:-

(a) کہ اس بات کو واضح کیا جائے اور دادرسی کی جائے کہ موجودہ طریقہ الیکشن میں پیسہ، طاقت اور اثر و رسوخ کی مداخلت ہے جو کہ آئینی تقاضا جس میں آزاد، منصفانہ، شفاف، دیانتدارانہ و برابری کی سطح پر انتخاب کروانے کا کہا گیا ہے کے منافی ہے۔

(b) اس بات کا اعلان کیا جائے کہ اگر موجودہ طریقہ الیکشن میں تبدیلی با مطابق آئین نہ کی گئی تو اس وقت تک آرٹیکل (3) 218 کا درست اور صحیح اطلاق نہیں ہو سکتا۔

(c) اس بات کا اعلان کیا جائے کہ آئینی تقاضوں کا اطلاق عوامی نمائندگان کے انتخاب کے بارے میں اصل اختیار زیر آرٹیکل (3) 218 الیکشن کمیشن کا ہے اور الیکشن کمیشن ہی با اختیار ہے کہ تمام ضروری اقدامات برائے قانون سازی احکامات اور ہدایات کا اجراء کرے حتیٰ کہ الیکشن کمیشن اگر سمجھے کہ قانون مع دفعہ 49 کی خلاف ورزی ہو رہی ہے اور آرٹیکل (3) 218 کے تحت الیکشن کا انعقاد ممکن نہ ہے تو اسے انتخاب کو روکنے کا اختیار حاصل ہے۔

(d) اس بات کا اعلان کیا جائے کہ بحکم آئین کی رو سے رائے دہی لازمی ہے۔

(e) اس بات کا اعلان کیا جائے کہ قوانین کی تبدیلی جو کہ دفعہ 107 نمائندگی عوام ایکٹ 1976 ہے اور سیکشن 9E الیکشن کمیشن آرڈر 2002 کا ہے اس میں ترمیم کا اختیار صرف الیکشن کمیشن کو ہونا چاہئے اور مذکورہ دفعات اس حد تک خارج از اختیار ہوں کہ ان کی منظوری صدر پاکستان کرے۔

(f) اس بات کا اعلان کیا جائے کہ دفعات 41 اور 71 جو کہ امیدواروں کے درمیان تقسیم حلقہ بر بنائے برابری ووٹ ہیں یہ آئین کے تقاضوں کے خلاف ہیں۔ اور دفعہ 20 جو کہ ان امیدواروں کے بارے میں ہے جو مقابلے میں نہیں ہیں تو ووٹروں کو اختیار نہیں ہے کہ اس کو نا منظور کرے خلاف آئین ہے لہذا تقاضا یہی ہے کہ صحیح امیدواروں کو منتخب کیا جائے۔

(g) اس بات کا اعلان کیا جائے کہ دفعہ 83A عوامی نمائندگی ایکٹ اجازت دیتا ہے کہ الیکشن والے دن صرف میگا فون اور لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کیا جائے خلاف تقاضا آئین ہے جو کہ آزاد اور منصفانہ انتخاب کے بارے میں موجود ہے۔

(h) الیکشن کمیشن کو احکامات جاری کئے جائیں کہ ایسے قوانین، عملی اقدامات اور اصول وضع کرے جو کہ آئینی تقاضوں کو عدالت نے متعین کئے ہیں اور جو مزید درج ذیل کے بارے میں ہوں:-

1- معاملات جو الیکشن کے اخراجات کے بارے میں ہوں

2- امیدواران اور سیاسی جماعتیں اپنا علیحدہ بینک اکاؤنٹ رکھیں جس میں اخراجات الیکشن کا باقاعدہ حساب کیا جاسکے۔

3- ضابطہ الیکشن مہم کے ضمن میں اخراجات اور اصولوں کی روشنی میں جو اصول عدالت نے وضع کئے ہیں اور جو الیکشن کے مقصد اور مہم کیلئے ہیں۔

4- الیکشن ٹریبونلز کا انعقاد اور اس کیلئے طریقہ کار تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ الیکشن کے تنازعات کا فیصلہ جلدی ہو۔

5- الیکشن کے انعقاد سے 48 گھنٹہ پہلے ہر قسم کی الیکشن مہم پر پابندی ہو بشمول تمام امیدواروں کے الیکشن کیمپ اور پوسٹرز و بینرز اتارے جائیں۔

6- الیکشن کے دن تمام نجی گاڑیوں کے الیکشن میں استعمال پر پابندی ہو تاہم معذوروں کی مدد کیلئے باقاعدہ پہلے سے حاصل شدہ اجازت نامہ ہو مزید گورنمنٹ پبلک ٹرانسپورٹ کے استعمال کی اجازت بھی طلب کی جاسکے۔ اگر ضروری ہو تو پولنگ اسٹیشنوں کی تعداد کو اتنا بڑھایا جائے کہ لوگ پیدل چل کر ووٹ ڈال سکیں۔

7- ووٹروں کو الیکشن کی معلومات بذریعہ NADRA پہنچائی جائیں۔

8- الیکٹرک ووٹنگ کے طریقہ کار کو عمل میں لایا جائے۔

9- ووٹر کے شعور کو اس ضمن میں اجاگر کیا جائے جو کہ خصوصی طور پر اعتماد اور طریقہ ووٹنگ پر ہو۔ (درخواست کا پیرا 33)

10- کمیشن اس بات پر اصرار کرے کہ باقاعدہ اظہارِ نسبت عمل درآمد سیکشن 8 سیاسی جماعت آرڈر 2002۔

J- اس بات کا اعلان کیا جائے کہ جو الیکشن امیدوار کا صحیح انتخاب مہیا نہیں کرتا (مذکورہ میں کوئی نہیں) تو وہ خارج از اختیار زیر دفعات (3) 106، (6) 17، 51 اور (3) 218 یا متبادل جو کہ استدعا کی گئی ہے زیر پیرا D اور E میں (CP87/2011)

K- اس بات کا اعلان کیا جائے کہ الیکشن کمیشن ایسے قوانین کا اجراء کرے جس میں ووٹرز کو NOTA کا اختیار استعمال ہو۔

L- سفارشات برائے درج ذیل قانونی تبدیلیاں

1- ایسا ضابطہ کار مہیا کیا جانا جو آئینی ضابطہ کی کم از کم دہلیز اور دوسرے راؤنڈ جو کہ سابقہ ماضی اور موجودہ اصول کے

2- انتخابات میں اپنے ووٹ کے استعمال نہ کرنے کے نتائج

3- اخراجات کی مقررہ حد کا ہونا (دفعہ 49PRA)۔

4- الیکشن جرائم جو کہ نمائندگی عوام ایکٹ میں ہیں کی سزا پر نظر ثانی اور اس کو بڑھانے پر غور تاکہ جرائم کا انسداد ہو۔

2- ابتدائی سماعت کے بعد مسئول علیہم کو نوٹس بھیجے گئے تاکہ وہ کیس کے سلسلہ میں جواب داخل کریں لہذا مدعا علیہم نمبران 1 تا 3 جو کہ فیڈریشن آف پاکستان، منسٹری آف لاء اینڈ جسٹس اور الیکشن کمیشن آف پاکستان ہیں انہوں نے اپنے جواب داخل کئے اور بعد میں زیر حکم بتاریخ 13-02-2012 عوامی نیشنل پارٹی، بلوچستان نیشنل پارٹی، جمہوری وطن پارٹی، لیبر پارٹی پاکستان، مرکزی جماعت اہلحدیث (زیر)، مہاجر قومی موومنٹ پاکستان، متحدہ قومی موومنٹ پاکستان، پاکستان عوامی تحریک، پاکستان مسلم لیگ (ن)، پختونخواہ ملی عوامی پارٹی، پاکستان پیپلز پارٹی (شہید بھٹو)، پاکستان پیپلز پارٹی (شیر پاؤ)، پاکستان پیپلز پارٹی پارلیمنٹیرینز، پاکستان تحریک انصاف، جمعیت علمائے اسلام (ف)، جمعیت علمائے پاکستان (ن)، جماعت اسلامی پاکستان، مرکزی جمعیت اہلحدیث (ساجد میر)، پاکستان مسلم لیگ (ق)، پاکستان مسلم لیگ (J)، پاکستان مسلم لیگ (ف)، پاکستان مسلم لیگ (Z)، نیشنل پارٹی، سندھ یونائیٹڈ پارٹی، عوامی پارٹی پاکستان اور سندھ ترقی پسند پارٹی کے بارے میں حکم دیا گیا کہ ان کو مقدموں میں بطور پارٹی شامل کیا جائے لہذا اس حکم کے تحت عوامی نیشنل پارٹی، متحدہ قومی موومنٹ پاکستان، پاکستان مسلم لیگ (ن)، پاکستان تحریک انصاف، جماعت اسلامی پاکستان، پاکستان مسلم لیگ (ق)، سندھ یونائیٹڈ پارٹی اور عوامی پارٹی پاکستان پیش ہوئے اور انہوں نے اپنے جامع بیانات داخل کئے، جبکہ مسئول علیہم نے سائلوں کے خدشات سے اصولی طور پر اتفاق کیا۔ انہوں نے ان پہلوؤں پر جو کہ سائیلان نے روشنی ڈالی اس کے طریقہ کار پر اختلاف کیا۔

3- جناب عابد حسن منٹو سنیر ASC پیٹیشنر کی طرف سے پیش ہوئے اور دلائل دیئے کہ موجودہ نظام اور الیکشن میں حصہ لینے کا عمل اور کارروائی، بڑی اور مالدار سیاسی پارٹیوں کی طرف سے بڑے پیمانے پر دولت کا استعمال عام آدمی کو سیاسی عمل اور انتخابی کارروائی سے روکتا ہے اور آئین کے آرٹیکل 17 اور 25 کے تحت حاصل کردہ بنیادی حقوق کو پامال کرتا ہے۔

فاضل وکیل نے محترمہ بینظیر بھٹو بنام الیکشن کمیشن آف پاکستان (PLD 1988 sc 416) اور میاں نواز شریف بنام صدر پاکستان (PLD 1993 sc 473) کو بنیاد بنا کر کہا کہ عوام کے سیاسی پارٹی بنانے کے حق میں یہ حق بھی شامل ہے کہ صاف اور شفاف الیکشن میں حصہ لیں اور کامیابی کی صورت میں حکومت بنائیں کیونکہ الیکشن کی کارروائی میں حصہ لینا لازماً یہ ظاہر کرتا ہے کہ معاشرے کا ہر بندہ اور ہر گروپ بغیر کسی جبر اور سختی کے ووٹر اور امیدوار کے طور پر الیکشن کی کارروائی میں حصہ لے سکتا ہے۔ نتیجتاً ان کے حکومت بنانے کے حق پر کوئی بھی غیر آئینی قدغن آئین کے آرٹیکل (2) 17 کے تحت حاصل کردہ حق کی حق تلفی سمجھی جائے گی۔ دوسرا یہ کہ آئین کے شق (2) 17 اور شق 25 کو اگر ملا کر پڑھا جائے تو یہ الیکشن کی کارروائی کا برابر حق فراہم کرتی ہے۔ یہ دلیل دی گئی کہ چیلنج شدہ پریکٹس اور وسیع تناظر میں موجود سیاسی کلچر آئین کی شق (a) 51 (6) کی مزید نفی کرتا ہے، یہ روایات آئین کے شق (3) (s) 106 کے تحت حاصل کردہ فری ووٹ کا حق بھی نہیں دیتی پیٹیشنرز نے کچھ درج ذیل روایات کا حوالہ دیا ہے جو انہیں یقین ہے کہ آئین اور عوامی نمائندگی کے قانون مجریہ (ROPA) 1976 کی خلاف ورزی کرتی ہیں:-

- i- جلسہ سیاسی ریلی اور جلوس
 - ii- بینر، پوسٹرز، بل بورڈ/سٹکر
 - iii- لاؤڈ سپیکر کا استعمال
 - iv- کار ریلی اور کتابچہ بانٹنا
 - v- کیمپس لگانا
 - vi- اخبار، TV اور ریڈیو پر اشتہارات پر لیس کوریج اور پروگرام اور سروے
- یہ روایات، فاضل وکیل کے مطابق ROPA کی شق 48، 49 اور 84 کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہاں تک کہ ROPA کی کچھ شقیں ایک سیاسی دنگل بنا کر ایک ایسا ڈھانچہ تشکیل دیتی ہے کہ جو کہ صرف دو متمند سیاسی پارٹیوں کے کامیابی کا ضامن ہے اور پیٹیشنرز کی الیکشن کامیابی کے امکان کو تباہ کرتی ہیں۔

4- فاضل وکیل برائے پیٹیشنرز نے ROPA کے سیکشن 49 کو اس بنیاد پر چیلنج کیا ہے کہ اس کے تحت قومی اسمبلی کی سیٹ کیلئے 15 لاکھ اور صوبائی اسمبلی کی نشست کے لیے 10 لاکھ روپے تک خرچہ کی اجازت ایک غیر ہموار میدان فراہم کرتے ہیں یہاں تک کہ جن لوگوں کے پاس زیادہ وسائل نہیں ہیں سیاسی نظام سے دور رہتے ہیں اور اپنے ملک کے نظام حکومت کو چلانے کے اختیار سے محروم رہتے ہیں۔ فاضل وکیل نے کہا زیادہ تر پارٹیاں اور امیدواران بتائی گئی حد کے اندر اندر اخراجات کرنے میں کامیاب نہیں ہوتے اور اس حد سے کافی زیادہ خرچہ کرتے ہیں۔ انہوں نے ROPA کے دفعہ 48 میں لفظ "الیکشن" کی مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ یہ حقیقتاً اس وقت شروع ہو جب صدر الیکشن کی تاریخ مقرر

کرے۔ اس کے حق میں مزید دلائل دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ جاوید ہاشمی کیس (PLD 1989 SC 396) میں جو قانون بنا کہ الیکشن کے مقاصد کیلئے وقت کا آغاز الیکشن کے نوٹیفیکیشن کی تاریخ سے شروع ہوتا ہے ”وہ مہم کے خرچہ“ پر لاگو نہیں ہوتا۔ مزید یہ دلیل دی گئی کہ دفعہ میں لکھا گیا لفظ ”پہلے“ اس طرح پڑھا جانا چاہئے کہ اس میں الیکشن شروع ہونے سے پہلے کا وقت بھی شامل ہو۔ فاضل وکیل کے مطابق اس کا اثر ان کے انتخابی اخراجات پر ہوتا ہے جو کہ دفعہ 49 کی مقرر کردہ حد میں نہیں آتے تھے۔ کیونکہ ROPA لفظ ”شخص“ کی تشریح نہیں کرتا اس لئے انہوں نے کہا کہ اس کی تعریف میں سیاسی جماعتوں کو بھی شامل کیا جانا چاہئے یہ کہا گیا کہ ایسی تشریح دفعہ کی روح کے عین مطابق ہے۔ جو کہ انتخابی اخراجات کو پابند اور محدود کرتی ہے۔ مزید برآں اس دفعہ کی ایسی تشریح اس چیز کو بھی یقینی بنائے گی کہ امیدواران اپنی جماعتوں کو اس دفعہ کی روح کے استحصال کیلئے استعمال نہیں کریں گے اور الیکشن کا انعقاد آئین پاکستان کی دفعہ (3) 218 کی ضروریات کے عین مطابق ہو۔

5۔ اس بات کو آگے بڑھاتے ہوئے پیٹیشنرز کے فاضل وکیل نے کہا کہ دفعہ 49 کی خلاف ورزی کی سزا امیدوار پر لاگو ہونا چاہئے اگرچہ امیدوار کی بجائے پارٹی نے بھی مقرر کردہ خرچے کی حد سے تجاوز کیا ہو۔ یہ دلیل دی گئی کہ یہ اسی وقت ممکن ہے جب لفظ ”رضامندی یا ملی بھگت“ کی تشریح اس مفروضے کے ساتھ کی جائے کہ دفعہ 49 کی خلاف ورزی میں امیدوار کی مرضی یا ملی بھگت شامل تھی اگرچہ خلاف ورزی جماعت نے کی ہو، نہ کہ امیدوار نے اس کے مطابق اس سے بار ثبوت امیدوار پر چلا جائے گا کہ وہ اس چیز کو یقینی بنائے کہ دفعہ 49 کی خلاف ورزی نہ ہو۔

6۔ جناب منٹو نے پرزور دلائل دیتے ہوئے کہا کہ ROPA کا دفعہ 49 جو کہ انتخابی اخراجات کی حدود بیان کرتا ہے کو آرٹیکل 25 سے امتیازی اور ناروا قرار دیا جائے بالخصوص الیکشن کمیشن کی انتخابی اخراجات کو بڑھانے کی سفارشات کے تناظر میں جو کہ انہوں نے آبادی کے ایک بڑے حصے، جسے مساوی سطح پر انتخابی عمل میں شامل ہونے کا بنیادی حق حاصل ہے، کے معاشی حالات کو مد نظر رکھے بغیر دی ہیں۔ اس حقیقت سے قطع نظر کہ انتخابی خرچے کی حد بلند ہے یا پست، مدعیان نے اس دلیل پر انحصار کیا ہے کہ یہ (منطق) ناممکن اور غیر موزوں ہے۔ اس لئے تمام انتخابات کچھ اس طرح سے منظم کئے جائیں کہ تمام انتخابی سرگرمیاں جن میں وسیع پیمانے پر پیسے کا خرچ شامل ہو پر پابند عائد کی جائے۔

7۔ الیکشن کمیشن آف پاکستان نے اپنے جواب میں اس پٹیشن کے قابل سماعت ہونے پر بنیادی اعتراض کیا ہے اس بنیاد پر کہ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کا انعقاد کرنا الیکشن کمیشن کی بلا شرکت غیرے اختیار میں ہے جیسا کہ آئین اور قانون میں دیا گیا ہے۔ میرٹ پر یہ کہا گیا کہ الیکشن کمیشن آف پاکستان ایک خود مختار آئینی ادارہ ہے جو کہ ایک ریٹائرڈ جج

سپریم کورٹ، بطور چیف الیکشن کمشنر جو کہ کمیشن کے چیئرمین اور چار ممبران جو کہ ہائی کورٹ کے ریٹائرڈ ججز ہیں، پر مشتمل ہے۔ الیکشن کمیشن آف پاکستان آئین کی دفعات کے مطابق تشکیل دیا گیا ہے اور اس کو یہ ذمہ داری دی گئی ہے کہ وہ انتخابات کی تنظیم و انعقاد کرے اور تمام انتظامات اس طرح کرے کہ الیکشن ایمانداری، انصاف پر مبنی اور احسن طریقے سے قانون کے مطابق کروائے جائیں اور بدعنوانی پر مبنی افعال کی روک تھام کی جائے۔ یہ بھی الیکشن کمیشن آف پاکستان کی ذمہ داری ہے کہ انتخابی فہرستیں برائے انتخابات قومی و صوبائی اسمبلیاں تیار کریں اور سالانہ بنیادوں پر ان کی تصحیح کرے، بینیت کے انتخابات کی تنظیم و انعقاد کرے اور عارضی اسامیوں جو کہ پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں میں ہوں ان کو پر کرے، الیکشن ٹریبونلز کا قیام کرے، مقامی حکومتوں کے انتخابات کا انعقاد کرے اور وہ تمام افعال سرانجام دے جو پارلیمنٹ کے ایکٹ کے تحت اس کی ذمہ داری ہوں۔ الیکشن کمیشن آف پاکستان قانون بنانے والا ادارہ نہیں بلکہ یہ ان قانونی ضوابط کے تحت کام کرتا ہے جو کہ پارلیمنٹ متعین کرتی ہے۔

8۔ جہاں تک انتخابی مہم میں امیدوار کے بھاری اخراجات اور پاکستان میں انتخابی عمل پر مجموعی اثرات کے متعلق درخواست گزاروں کے دعویٰ کا تعلق ہے۔ الیکشن کمیشن کی جانب سے عذر داری ہے کہ اس معاملے کو قانون کے موجودہ دفعات کے تناظر میں دیکھنے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ تمام انتخابی عمل اور طریقہ کار جو الیکشن کمیشن ادا کر رہا ہے آئینی اور قانونی دفعات پر منحصر ہے۔ اس وجہ سے اس طریقہ کار کو غیر آئینی اور غیر قانونی قرار نہیں دیا جاسکتا۔ مزید یہ ہے کہ آئینی دفعات میں کمی، غیر موثر یا ایک سے زیادہ تشریح یا اس پر عمل درآمد میں کچھ عملی مسائل ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس کو غیر قانونی قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ قانون ساز ادارے نے اس کو منظور کیا ہے۔ یہ بھی پیش کیا گیا کہ ان قانونی دفعات میں امیدواروں کو ایک حد مقرر کرتا ہے۔ کہ مقررہ حد سے زیادہ اخراجات الیکشن مہم میں غیر قانونی اور خلاف ورزی پر قانون کے تعزیری شخص کو سزا لاگو ہو سکتی ہے۔ یہ دفعات امیر لوگوں کو انتخابی مہم میں مقررہ حد سے زیادہ اخراجات سے روکنے اور پاکستان کے تمام شہریوں کو متوازی مواقع فراہم کرنا ہے نہ کہ خاص طبقے کی پارٹی کو سہولت فراہم کرنا ہے۔ اسی طرح متعلقہ امیدوار اپنے نامزدگی کے کاغذات جمع کرنے کے ساتھ ہی سیکورٹی جمع کرنے کی ضرورت ہے جو کہ 2000 روپے قومی اسمبلی کے نشست کے لئے اور 1000 روپے صوبائی اسمبلی کی نشست کے لئے ایک برائے نام رقم ہے جو عام شہریوں کے رسائی کے اندر رہے۔

9۔ مسٹر خالد خان ایڈووکیٹ عوامی نیشنل پارٹی کی جانب سے پیش ہوا، اور کہا کہ عوامی نیشنل پارٹی کا مقصد پاکستان کے غریب عوام کی بہتری اور فلاح و بہبود کو یقینی بنانا اور ان کے مفادات کی تمام منتخب اداروں میں نمائندگی کرنا ہے۔ لہذا ان کی پارٹی کسی بھی مثبت تبدیلی کا خیر مقدم کرتی ہے۔ ANP درخواست گزاروں کی طرف سے گزارشات اور تجاویز کے ساتھ

متفق ہیں۔

10- MQM کی طرف سے ڈاکٹر محمد فروغ نسیم ایڈوکیٹ پیش ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اصولی طور پر اس Petition کی مخالفت نہیں کرتا۔ اور اس خیال سے متفق ہیں کہ امیر امیدواروں اور سیاسی پارٹیوں کو اس بات کی اجازت نہ دے کہ وہ انتخابات کے عمل کو خراب کریں۔ تاہم ان کے مطابق درخواست گزاروں کی طرف سے پیش کی گئیں تجاویز یا تو تعلیمی نوعیت کی تھیں یا ذہنی حقائق کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتیں۔ محترم وکیل نے کہا کہ بھارت میں انتخابی اخراجات کو کنٹرول کرنے کے لئے تقریباً اسی طرح کی ایک قانونی فریم ورک موجود ہے۔ 1957ء کے مجوزہ قانون کی دفعہ نمبر 77 انتخابات کے اخراجات کے متعلق ہے اور دفعہ 123 ان اقدامات کے متعلق ہے جو کرپشن کے زمرے میں آتے ہیں۔ تاہم ذیلی دفعہ 123 ج 7 اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ بدعنوانی کے لئے ضروری ہے کہ امیدوار یا اس کے ایجنٹ نے اضافی اخراجات کا استعمال کیا ہو یا اجازت دی ہو یا اضافی بندوں کی تعیناتی امیدوار یا اس کے ایجنٹ کی طرف سے کی گئی ہو۔

انہوں نے Ranajaya Singh v, Baijnath Singh (AIR 1954 SC 749) کے کیس کا حوالہ دیا جس میں یہ طے پایا کہ وہ اخراجات جو باپ نے اپنے بیٹے کے الیکشن کے دوران خرچ کئے جس میں بیٹے کی مرضی شامل نہ ہو کو انتخابی مہم کے اخراجات میں شامل نہیں کیا جائے گا، جب تک امیدوار یا اس کے مجاز ایجنٹ سے منظور شدہ نہ ہو۔

اس نے درخواست گزار کے ساتھ دوسرے کیس Kanwar Lal Gupta v, Amar Nath

Chawla (AIR 1975 SC 308) = [1975 SCR (2) 269]

کا حوالہ دیا جہاں یہ طے ہوا تھا۔

1- کل ثابت شدہ اخراجات یا پہلی مدعا علیہ نے اختیار دیا ہو۔ مقررہ حد سے تجاوز کر جائے۔ تو اس کی الیکشن کو کالعدم قرار دیا جائے گا۔ جیسا کہ دفعہ 123/6 میں بتایا گیا۔

2- یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے کہ انتخابات کے دوران دفعہ 127/A پر عمل کئے بغیر پوسٹر اور اشتہارات چھاپے جاتے ہیں۔ اور بعض اوقات یہ اشتہارات حریف امیدوار کے تنقیدی مواد پر مشتمل ہوتا ہے لہذا کچھ آزاد نیم قانونی محرک ہونا چاہیے۔ جو فوری طور پر اس امر کی تحقیق کریں کہ کیسے غلط اشتہارات اور پوسٹر منظر عام پر آئے جبکہ انتخابی سرگرمی عروج پر ہو اور شواہد خام اور تازہ ہوں یہ بھی ملاحظہ میں آیا ہے کہ:-

ہر آدمی یا سیاسی جماعت خواہ جتنی چھوٹی ہو کو انتخابات میں اپنے سے معاشی طور پر مستحکم سیاسی جماعت کے برابر مواقع ملنے چاہیے اور کوئی فرد یا سیاسی جماعت صرف اپنی معاشی برتری کی بنیاد پر فائدہ حاصل نہ کر سکے۔ جمہوری عمل کامل اور موثر انداز میں مفاد عامہ میں فائدہ پہنچا سکتی ہے اگر ہر آدمی، چاہے جتنا عام اور متحمل مزاج ہو، الیکشن میں برابری کی سطح پر

حصہ لے سکے۔

آج دولت کامیاب انتخابی مہم کی پیروی میں اہم کردار ادا کرتی ہے جیسے اشتہارات اور جلسے، جلد اور تیز خبر رسائی اور باطل دلائل پھیلانا اور رضا کاروں کی کمی کی صورت میں لوگوں سے اجرت پر کام لینا۔ اس وجہ سے موجودہ صورتحال میں اگر ایک سیاسی جماعت یا فرد کے پاس دوسرے کی نسبت زیادہ ذرائع ہوں تو یقینی صورت میں انتخابی مرحلہ کے دوران اس کو برتری حاصل رہے گی۔

کہ یہ ہر عام آدمی یا سیاسی پارٹی جتنی بھی چھوٹی ہو کہ وہ جتنی بھی امیدوار مالی امداد فراہم کر سکتی ہو کہ ساتھ برابری کے بنیاد پر الیکشن لڑ سکے۔

اخراجات کو محدود کرنے کا دوسرا مقصد یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو انتخابی عمل میں زیادہ رقم کے اثر و رسوخ کو ختم کرنا ہے۔ اگر سیاسی جماعتوں پر انتخابی اخراجات کی حد نہ مقرر کی جائے گی تو وہ چندہ جمع کرنے نکل جائیں اور یہ عیاں ہے کہ سب سے زیادہ چندہ امیر اور رائے عامہ میں کسرا عشاریہ رکھنے والوں سے ملتا ہے۔

قوی امکان ہے کہ کچھ منتخب نمائندے اپنی جماعت کے متمول معاونین کے آراء کو اپنے ہاں شامل کرے گا۔ شاید کیونکہ مشترکہ پس منظر اور باہمی تعلق یا ان منتخب نمائندوں تک آسان رسائی یا ان کے نازک تعلق جو ان کی مشترکہ سوچ کی غماز ہے۔

ایسی صورت میں، نتیجہ یہ ہوگا کہ سیاسی جماعتوں جنہوں نے چندہ حاصل کیا ہو اگرچہ ظاہری طور پر وہ دعویٰ کریں جو عام آدمی کو منظور ہوں، مگر درحقیقت ان کا طرز عمل اور فیصلے ایک مخصوص اقتصادی طبقے کی ترجیحات کے مطابق ہوں گے۔ ایک خاص طبقے کے افراد جس کے پاس حکومتی طاقت ہے اگرچہ وہ ان پر عمل کرنے کی کوشش کرے دوسرے طبقے کے مفادات کو نظر انداز کریں گے۔ اس قدرتی رجحان میں اس حقیقت کا بھی اضافہ کیا جاتا ہے کہ منتخب نمائندے اور سرکاری عہدے دار غیر دانستہ طور پر اس طبقے کی پالیسیاں اپنانے کی طرف مائل ہوں گے، جنہوں نے انتخابی مہم کے دوران عطیات سے نوازا تھا۔ قبل از انتخابات کے عطیات کا انحصار ان وعدوں پر ہوتا ہے جو انتخابات کے بعد کے وقت سے متعلق ہوتے ہیں اور ایک عام آدمی کے حقوق کو مجروح کرتے ہیں۔ امیر اور متمول لوگوں کے عطیات کو اگر انتخابی عمل سے الگ نہ کیا گیا تو چھوٹے لوگوں کو جمہوری عمل میں شرکت سے محروم کر دیں گے۔ جو کہ بھارتی جمہورت کی خوبصورتی ہے۔ دفعہ 123 کے ذیلی دفعہ 6 کے تحت انتخابی اخراجات کی صرف تجویزی حد سے تجاوز کرنا کرپشن نہیں بلکہ اس کی اجازت دینا بھی کرپشن ہے۔ ایسی اجازت اشارہ ہو یا اظہار اس اجازت کو امیدوار کی منظوری حقیقت اور صورت حال پر منحصر ہوگا۔ جو کورٹ کے سامنے شواہد سے ظاہر ہوگا۔

اس قانون کے قابل فہم وضاحت اس کے مقاصد حاصل کرنا اور دادرسی کو آگے لانا ہے اور بڑی رقم کے برے اثرات سے نجات دلانا ہے۔ مقننہ کی مشیت ہر گز نہیں تھی کہ جو منفرد امیدوار نہیں کر سکتا وہ اس کی سیاسی پارٹی اور معاونین

آزادی سے کر سکے۔ جب سیاسی پارٹی اپنے امیدوار کے اوپر اخراجات کرتی ہے، خصوصی انتخابی مہم کے لئے جو کہ جنرل پارٹی پروپگنڈا کے اخراجات سے ممیز ہے اور امیدوار جان کر فائدہ اٹھاتا ہے۔ اور وہ اپنی مرضی سے ان مہمات میں شریک ہوتا ہے یا اجازت دیتا ہے یا اس پر چپ رہتا ہے۔ مخصوص حالات کے علاوہ کہ اس نے جان بوجھ کر اپنی سیاسی پارٹی کو اجازت دی کہ وہ یہ اخراجات اس پر کرے تو امیدوار اس وجہ سے اپنے آپ کو مقررہ حد سے نہیں بچا سکتا کہ یہ اخراجات اس نے خود نہیں کئے بلکہ اس کی سیاسی پارٹی نے کئے ہیں۔ ایک امیدوار اپنی سیاسی پارٹی سے علیحدہ نہیں ہوتا اگر سیاسی پارٹی اس امیدوار پر خرچا نہیں کرنا چاہتی تو وہ ان اخراجات پر قابو رکھے جو سیاسی پارٹی بلا واسطہ اپنے امیدوار کی انتخابی مہم پر کرے گی۔ اس وضاحت کا اطلاق اس کیس پر بھی ہوگا جب دوست وار معاونین بلا واسطہ اپنے امیدوار کے الیکشن کے لئے خرچہ کریں گے۔ اگر امیدوار کو اخراجات کی حد کے تابع رکھا جائے اور اس کے دوست اور معاونین کو کھلا چھوڑ دیا جائے کہ وہ جس قدر چاہے اس کے الیکشن کے اخراجات کریں تو اخراجات کی حد مقرر کرنے کا مقصد مکمل طور پر فوت ہو جاتا ہے۔ اور جمہوری عمل کی پاکیزگی کے سلسلے میں جو قانونی دفعات ہیں غیر موثر ہو جائے گی۔

11۔ مسٹر محمد رفیق راجوانا ASC، پاکستان مسلم لیگ (نواز) کی طرف سے پیش ہوئے اور بتایا کہ PML(N) نے اصولی طور پر ان مختلف نقاط پر اتفاق کیا ہے جو اس پٹیشن میں اٹھائے گئے ہیں۔ خاص طور پر اخراجات کی کمی اور مزید ایسی اصلاحات لائی جائیں۔ جس سے ایک عام امیدوار کو الیکشن میں حصہ لینے کے قابل بنایا جائے اور وہ پارلیمنٹ میں ہو۔ PML(N) نے Maintainability کو چیلنج نہیں کیا یا دوسری صورت میں ملک میں انتخابات کے موضوع پر غور کے بعد راہ ہموار کی جاسکے گی تاکہ انتخابات کی ثقافت میں بنیادی تبدیلیاں لائی جاسکیں جس سے ووٹر، سپورٹر اور رائے دہندہ کے لئے ایک صحت مند ماحول پیدا کیا جاسکے تاکہ وہ اپنا صحیح نمائندہ منتخب کر سکے۔ تاہم PML(N) کو پٹیشن میں مندرجہ ذیل بعض نقاط پر تحفظات ہیں۔

i۔ درخواست گزاروں کو منتخب نمائندوں پر تنقید کرنے کی بجائے انتخابات کے مقصد کے لئے لوگوں کے درمیان انتخابی مقصد کے لئے بیداری پیدا کرنی چاہئے۔ اور مکمل طور پر انتخابات میں حصہ لے سکیں۔

ii۔ انتخابات نہ تو غیر آئینی تھے نہ ہی غیر قانونی تھے۔ اور کسی بھی صورت میں کامیاب امیدوار منتخب شدہ تھے۔

12۔ مسٹر راجوانا کے مطابق موجودہ قوانین، قواعد اور احکامات کو ایک آزاد اور منصفانہ انتخابات کو یقینی بنانے کے لئے نافذ کیا گیا۔ لیکن ان کو اصل روح میں لاگو نہیں کیا جا رہا ہے۔ لہذا اس پر زور دیا ہے کہ ECP کی طرف سے ان قوانین کو سختی کے ساتھ، اس آئینی فرض کی کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے آئین کے آرٹیکل (3) 218، 1976 پر عمل کیا جائے۔

انہوں نے کہا کہ آئینی طور پر اور کسی دوسری صورت میں موجودہ انتخابی قوانین متنازعہ سوال نہیں بلکہ سخت عمل درآمد اور موجودہ قوانین میں اصلاحات وقت کی اہم ضرورت ہے۔ کسی کے بھی بنیادی حقوق سے انکار نہیں کیا جاسکتا ماسوائے قانونی اور دوسری مناسب پابندیوں کے۔ ایک آزاد اور مستند الیکشن کمیشن ضروری ہے جو صاف شفاف طریقے سے اور آئین کی دفعات کے ساتھ ساتھ دیگر انتخابی قوانین کے مطابق انتخابات منعقد کرا سکے۔ الیکشن کمیشن کو مکمل بااختیار ہونا چاہئے جو قوانین کو اس کی روح کے مطابق حرکت میں لاسکے۔ اس سلسلے میں کچھ شروعات آئین کی اٹھارویں اور بیسویں ترمیم میں کی گئی ہیں۔

13۔ فاضل وکیل نے مزید کہا کہ جمہوری کلچر آئینی حکم میں مسلسل رکاوٹوں کی وجہ سے معاشرے میں جڑیں نہیں پکڑ سکا۔ اور اس امر میں تو کوئی دوسری رائے نہیں کہ ووٹر کا تعلیم یافتہ ہونا ضروری ہے۔ اور ان اقدامات کا مقصد ٹرن آؤٹ کو بڑھانا اور انتخابات کے اخراجات کو کم کرنا ہے۔ موجودہ منتخب نمائندوں کو عوام کا مکمل اعتماد حاصل ہے۔ لیکن ان کو اپنی ذمہ داری کو نبھانے کے لئے سخت محنت کرنی پڑے گی۔ جو لوگوں کی طرف سے ان پر لاگو ہوتی ہیں۔

14۔ ڈاکٹر خالد راجھا، Sr. ASC پاکستان مسلم لیگ (ق) کی طرف سے پیش ہوئے اور کہا کہ آئین پاکستان اور الیکشن قوانین (دفعہ 48 تا 51 آف ROPA) انتخابی اخراجات کو روکنے کا مناسب طریقہ کار مہیا کرتے ہیں۔ فاضل وکیل کے مطابق باب VIII آف ROPA کا الیکشن اخراجات سے متعلق شرائط کو توڑنے کی صورت میں جرائم، سزائیں اور طریقہ کار مہیا کرتا ہے۔ اس نے مزید کہا کہ بنیادی مسئلہ انتخابی طریقہ کار سے نمٹنے کے لئے الیکشن کمیشن پاکستان میں صلاحیت (Capacity) کی کمی ہے۔ ہمسایہ ملک کی طرح الیکشن کمیشن آف پاکستان کو انتخابات کے انعقاد کے اعلان کے پہلے دن سے انتخابی اخراجات پر نظر رکھنی چاہئے۔ انتخابی اخراجات سے متعلق ہر حلقے میں روزانہ کی بنیاد پر امیدوار پر نظر رکھنی چاہئے۔ انتخابی اخراجات کو روزانہ کی بنیاد پر مرتب کرنا لازمی کیا جائے۔ اگرچہ انتخابی اخراجات کی تفصیل نتیجہ کے اعلان کے تیس دن کے اندر جمع کرنی ہوتی ہیں۔ پھر بھی دوران مہم ان اخراجات پر باقاعدگی سے نظر رکھنی چاہئے۔ کیونکہ انتخابی مہم کے اختتام پر انتخابی اخراجات کی شہادت اکٹھی کرنی مشکل ہو جاتی ہے۔

15۔ پاکستان تحریک انصاف کی طرف سے سپریم کورٹ کے سینئر وکیل جناب حامد خان پیش ہوئے۔ وہ کہتے ہیں کہ PTI کافی حد تک درخواست کے مندرجات ایک سے تیس پر اتفاق کرتی ہے۔ جو کہ الیکشن کے دوران مختلف قانونی تقاضے اور سیاسی پارٹیوں کے باہمی تعلقات اور جمہوری اقدار اور تہذیب کو فروغ میں مدد فراہم کرتی ہے۔ فاضل وکیل نے کہا کہ پاکستان تحریک انصاف مکمل طور پر درخواست گزاروں کے ساتھ اتفاق کرتی ہے کہ الیکشن کروانے کے لئے ضروری ہے کہ اصلاحات اور عام قواعد بنائے جائیں اور اس بات کی یقین دہانی کرائی جائے کہ الیکشن کمیشن آف پاکستان اور نگران حکومت

ان پر سختی سے پابند کروائے۔ وہ درخواست گزاروں کے ساتھ اتفاق کرتا ہے کہ الیکشن کمیشن امیدواروں کے اخراجات الیکشن مہم کے دوران جاری کرنے میں ناکام رہا ہے۔ اس کے مطابق الیکشن اخراجات کے اوپر سال ہا سال سے بہت ساری رقم رکھی جاتی ہے۔ جو کہ الیکشن میں کوئی معافی نہیں رکھتی کیونکہ اس کی کوئی پابندی نہیں کرتا اور ECP نے بھی اس کو نافذ العمل نہیں بنایا۔ پی ٹی آئی نے یہ بھی باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ پاکستان میں قائم سیاسی پارٹیوں کے ممبران بھاری اخراجات اٹھاتے ہیں جو کہ غیر مؤثر اور انتخابات کے نظام میں درمیانے اور مزدور طبقے کے ممبران کو ان کے خلاف مقابلہ کرنے میں جن لوگوں کے پاس بڑا پیسہ ہے اور بڑی بڑی زمینیں اور دوسرے بڑے وسائل رکھنے والے ہیں۔ ایسا انتخابات کا نظام غیر مؤثر ہوتا ہے۔ پی ٹی آئی کی یہ رائے ہے کہ اگر پاکستان کا سیاسی کلچر انتخابات کے حوالے سے تبدیل ہوتا ہے تو یہ عام لوگوں کی زندگی میں کرپشن کی کمی اور مقابلے کا رجحان بڑھائے گا۔ اور عوامی کام ایمانداری سے کرنے میں ضرور مدد دے گا۔ پی ٹی آئی نے آزادانہ، صاف اور شفاف انتخابات کروانے کے لئے نیچے دی گئی تجاویز پیش کی ہیں۔

i۔ ہر حلقہ میں سے ڈسٹرکٹ رٹرننگ آفیسرز (DROs) اور ریٹرننگ آفیسرز (ROs) ماتحت عدالتوں سے لئے جائیں۔ اگر حکومت DROs اور ROs کو نامزد کرتی ہے تو انتخابات کا سارا عمل آلودہ ہو جائے گا۔ اور جو حکومت برسرِ اقتدار ہوگی چاہے وہ نگران حکومت ہی ہو وہ انتخابات کے نتائج کو بالواسطہ یا بلاواسطہ پارٹیز کی حمایت کرے گی۔ انتظامیہ جن لوگوں کو DROs اور ROs بنائے گی ان کو غیر جانبدار نہیں سمجھا جاسکتا۔ اور ان کے زیرِ نگرانی آزادانہ، صاف اور قابلِ اعتماد انتخابات نہیں ہوں گے۔

ii۔ ماضی میں حکومتوں نے اپنی پارٹی کے ارکان اور پسندیدہ لوگوں کو پولیس میں بھرتی کروایا۔ ان سے قانون کی حکمرانی بجالانے میں اعتماد نہیں کیا جاسکتا چاہے وہ غیر جانبدار ہی کیوں نہ ہوں۔ اس لئے یہ لازم قرار دیا جاتا ہے کہ پورے ملک میں عام انتخابات کے دوران مسلح افواج کو قانون کی حکمرانی کو یقینی بنانے کے لئے ذمہ دار بنایا جائے۔

iii۔ اور مسلح افواج کے افسران کو پولنگ اسٹیشن کے باہر اور اندر کھڑا کیا جائے تاکہ امن کو برقرار رکھا جائے اور تشدد سے بچا جائے اور صاف انتخاب کرائے جائیں۔

iv۔ پورے ملک میں مستقل پولنگ سکیم بنائی جائے اور جاری کی جائے۔ اور اس کی وسیع پیمانے پر تشہیر کی جائے۔ پورے ملک میں مستقل پولنگ اسٹیشنز کو مشتہر کیا جائے اور پولنگ اسٹیشنز کی جگہ کو کبھی بھی تبدیل نہ کیا جائے۔ پولنگ سکیم اور مستقل پولنگ اسٹیشنز کو انتخابات سے کم از کم دو ماہ قبل مشتہر کیا جائے تاکہ امیدواران اور ووٹرز اپنے اعتراضات بروقت درج کرا سکیں۔

v۔ پولنگ اسٹیشنز پر پریذائیڈنگ آفیسرز اور ان کے معاون صوبائی حکومت کے دفاتر کی بجائے

ترجیاً وفاق سے لئے جائیں۔ تجربہ بتاتا ہے کہ صوبائی حکومت کے ملازمین پر زیادہ شک کیا جاتا ہے کہ وہ لوکل زمیندار، وڈیرے اور اثر رسوخ رکھنے والے لوگوں کے زیر اثر ہوتے ہیں۔

آخر میں یہ التجا کی جاتی ہے کہ اس درخواست میں درخواست گزاروں نے جو اضافی مدد مانگی تھی اس کے علاوہ اوپر بیان کئے گئے اقدامات اور اصلاحات جو انہوں نے تجویز کی تھیں آزادانہ، صاف اور شفاف انتخابات کرانے میں ان کو بھی ملحوظ خاطر رکھا جائے اور پورے ملک میں الیکشن کمیشن اور ان کے متعلقہ دوسرے حکام بالا کو ہدایات جاری کی جائیں۔

16- جناب توفیق آصف ایڈووکیٹ سپریم کورٹ جماعت اسلامی کی طرف سے پیش ہوئے۔ انہوں نے اپنے دلائل کا آغاز قرآن پاک کی درج ذیل آیت سے کیا

"تم میں سے بہتر جماعت وہ ہے جو اچھائی کی ترغیب دے اور برائی سے روکے

[سورة آل عمران: 104]

اس نے کہا کہ برصغیر کے مسلمانوں نے ایک علیحدہ مملکت کا خواب دیکھا جو کہ اُن کی جدوجہد اور قربانیوں کی بدولت 1947 میں شرمندہ تعبیر ہوا۔ تاہم تمام پاکستانیوں خصوصاً مسلمانوں کا یہ فرض ہے کہ وہ اجداد کے راستے پر چلتے ہوئے اس کو ایک حقیقی، اسلامی، پُر امن، خوشحال، ترقی یافتہ، پرسکون اور ذمہ دار ریاست بنائیں۔ معزز کونسل نے بیان کیا کہ جماعت اسلامی پاکستان مدعا علیہم کے ساتھ اہم نکات پر متفق ہے۔ جماعت اسلامی پاکستان نے آزادانہ شفاف اور غیر جانبدار نہ الیکشن کو یقینی بنانے کے لیے درج ذیل سفارشات تجویز کیں

i- شفاف اور غیر جانبدار الیکشن کا انعقاد اصل ووٹر لسٹ کے بغیر ناممکن ہے۔

ii- ووٹروں کا اندراج ان کے موجودہ رہائشی پتہ پر ہوں۔

iii- ووٹر لسٹ کی تیاری نئے سرے سے نادرا کی لسٹ کے مطابق ہونی چاہیے۔

iv- ووٹر لسٹ کو انٹرنیٹ پر رکھا جائے اور SMS سروس کے ذریعے بھی جیسا کہ ماضی قریب میں

ووٹ کی تصدیق کے لیے جو طریقہ کار الیکشن کمیشن نے متعارف کروایا اور اسکو بغیر معاوضہ کے کیا جائے۔

17- جناب عبدالوہاب بلوچ ایڈووکیٹ سپریم کورٹ سندھ یونائیٹڈ پارٹی (SUP) کی طرف سے پیش

ہوئے۔ اس نے گرم جوشی کے ساتھ نہ صرف مقدمہ کی قابل سماعت ہونے کی تائید کی بلکہ میرٹ پر بھی اور استدعا کی کہ

قانون کی بالادستی کے لیے اس کو منظور کیا جائے۔ SUP نے مندرجہ ذیل سفارشات تجویز کیں:-

i- اُمیدواران کے کاغذات نامزدگی داخل ہونے سے پہلے پولنگ اسٹیشن کی جگہ کو لازمی حتمی شکل

دی جائے اور پولنگ اسٹیشن مینول میں شائع کیا جائے۔

ii- اور ہر مردم شماری / خانہ شماری کے بلاک نمبر میں دیہی، گاؤں، وارڈ کا اندراج واضح طور پر ہونا چاہیے۔

iii- ووٹ پول کرنے کے طریقہ کار کو شفاف بنانے کے لیے ووٹر لسٹ پر پولنگ آفیسر کے دستخط / نشان دستخط لازمی ثابت ہونے چاہئیں

iv- اُمیدوار کی پہچان کے لیے ریٹرننگ آفیسر کو چاہیے کہ وہ اُمیدوار کے نمونہ دستخط دیگر پولنگ مواد کے ساتھ پریزنڈنگ آفیسر کو لازمی حوالے کرے۔

v- اُمیدوار کا کارڈ تصویر کے ساتھ ریٹرننگ آفیسر کو جاری کرنا چاہیے اور چیف پولنگ ایجنٹ کا کارڈ بھی ریٹرننگ آفیسر کو چاہیے کہ وہ تصویر کے ساتھ جاری کرے۔

vi- پولنگ اسٹیشن کی حدود میں غیر متعلقہ شخص کو داخلہ کی کسی صورت اجازت نہیں ہونی چاہیے۔

vii- اُمیدوار کے اخراجات میں کمی کے لیے پولنگ اسٹیشن میں ووٹروں کی تعداد 700 سے 1100 کے درمیان ہونی چاہیے اور ہر پولنگ بوتھ پر ووٹروں کی تعداد 400 سے 500 ہونی چاہیے اگر ووٹروں کی تعداد 1100 سے زائد ہو تو ایک پولنگ اسٹیشن کو دو پولنگ اسٹیشنز میں تقسیم کر دینا چاہیے۔
viii- نامزدگی فارم کی فیس 1000 روپے سے زائد نہیں ہونی چاہیے اور ووٹر لسٹ الیکشن کمیشن آف پاکستان کو مہیا کرنی چاہیے۔

ix- پولنگ اسٹیشن کا شماری بلاک چار دیواری کے اندر ہونا چاہیے۔ اور دوسری ضروریات بغیر پولنگ سٹاف کی کمی کے اور پولنگ میٹرل ہونا چاہیے۔ پولنگ منعقد کرنے کے لیے پولنگ سٹاف کی باقاعدہ ٹریننگ، پولنگ میٹرل تمام پولنگ اسٹیشنز پر برابری کی سطح پر تقسیم ہونا چاہیے اور ہر سٹیشن کا پولنگ سٹاف کم از کم بارہ گھنٹے پہلے الیکشن کے دن اور وقت سے پہلے لازمی پہنچنا چاہیے۔

x- الیکشن ڈیوٹی کا معاوضہ روزانہ کی بنیاد پر ریٹرننگ افسر کو دینا چاہیے۔ جس دن سے عملی کام شروع ہو۔

xi- الیکشن / ووٹنگ سے پہلے یہ ضروری ہونا چاہیے کہ ایک مکمل ووٹر لسٹ کو شائع کیا جائے، نئے شماری بلاک کے مطابق سالانہ بنیاد پر جیسا کہ 2011/2012۔ کیونکہ موجودہ حلقہ بندیاں پرانی 1998 کے رائے شماری کے مطابق بنی ہیں۔

xii- حکومت گھروں کی خانہ شماری کا ایک مرحلہ مکمل کر چکی ہے لیکن عوامی گنتی ابھی تک مکمل نہیں ہوئی۔ یہ ضروری ہے کہ اس کو مکمل کیا جائے۔ ووٹروں کو ووٹر لسٹ میں نئے شماری نمبر دیے جا چکے ہیں۔ اب آبادی بڑھ چکی ہے لہذا لوگوں کی نمائندگی کے لیے قانون اور ضابطہ کے مطابق حلقہ بندیوں کی تعداد

بڑھانی چاہیے۔

xiii - ووٹنگ کاسٹ کو بڑھانا چاہیے، پولنگ سٹیشن کی تعداد بڑھانی چاہیے تاکہ لوگ آسانی کے ساتھ پولنگ سٹیشن پر پہنچ کر اپنا ووٹ کاسٹ کر سکیں۔

xiv - سال 2004 میں کئی اضلاع کو تقسیم کر کے نئے اضلاع مختلف صوبوں میں تشکیل دیے گئے ہیں جس کے نتیجے میں کئی حلقہ بندیاں مختلف اضلاع میں آتی ہیں جو کہ قواعد کی خلاف ورزی ہے۔ لہذا الیکشن کمیشن آف پاکستان کو یقینی بنانا چاہیے کہ قومی اور صوبائی اسمبلی کی حلقہ بندیاں ایک ہی ضلع کے اندر ہوں۔

xv - ہر پارٹی اور ہر امیدوار کو میڈیا کے سامنے برابر وقت مہیا کیا جانا چاہیے، خصوصی طور پر قومی ٹی وی چینل پر تاکہ وہ اپنے خیالات اور منشور کی وضاحت کر سکیں۔

18- جناب سلمان اکرم راجہ ایڈووکیٹ سپریم کورٹ جو عوامی پارٹی پاکستان کی جانب سے پیش ہوئے نے بیان کیا کہ انتخابی عمل جہاں تک کہ عوام اپنے نمائندے منتخب کرتے ہیں کہ وہ پاکستان کے عوام کے اعتماد پر پورا اترتے ہوئے اپنی ذمہ داریاں نبھائیں جیسا کہ آئین کے آرٹیکل 2A میں بیان کیا گیا ہے اس بھروسہ کو قائم رکھتے ہوئے وہ ایسا طریقہ کار اپنائیں جیسا کہ اسلام نے جمہوری اصول بیان کئے ہیں آزادی، برابری، برداشت اور سماجی انصاف کرتے ہوئے اپنا کردار ادا کریں۔ تاہم اعمال اقدامات جو کہ انتخابی عمل کو منہدم کریں کو ایسا دیکھنا چاہیے جیسا کہ وہ اس بھروسہ کو تباہ کر رہے ہیں جو کہ آئین پاکستان میں بیان کیا گیا ہے مملکت پاکستان کے تمام ادارے بشمول، عدلیہ پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ آئین کی تشریح و نفاذ اور تمام باقی قوانین کا نفاذ کریں کہ وہ ایک غیر جانبدار نہ انتخابی عمل کو یقینی بنائیں اس بھروسہ کو نبھاتے ہوئے جو کہ پاکستان کی عوام نے دیا ہے اگر آئین کے آرٹیکل 17 اور 25 پر عمل درآمد نہ ہو تو اس کے نتیجے میں پاکستان کے اکثریتی باشندگان کے جائز حقوق سماجی، مالی اور سیاسی جن کو آئین نے تحفظ دیا ہے ختم ہو جائیں گے۔

انتخابی عمل کو خریدنے کی ثقافت اور انتخابی عمل میں پیسے کا بے دریغ استعمال جو کہ چند بااثر خاندان کی وجہ سے ملک کی اکثریتی عوام کو انتخابی عمل میں حصہ لینے سے محروم کر رکھا ہے وہ جو ووٹ ڈالتے ہیں وہ ہمیشہ کے لیے ہار جاتے ہیں اور امیدوار جن کے لیے ووٹ ڈالے جاتے ہیں وہ ہمیشہ کے لیے جیت جاتے ہیں۔

معزز وکیل نے درج ذیل تجاویز دی ہیں:-

i - آئین پاکستان تمام شہریوں کو بلا تفریق جنس و قار، آزادی اور برابری کی ضمانت دیتا ہے باوجود اس کے آرٹیکل 34 ایک اصولی پالیسی بیان کرتا ہے کہ تمام وہ اقدامات اٹھائے جائیں تاکہ خواتین کی قومی زندگی میں ہر پہلو میں شراکت کو یقینی بنایا جائے۔ خواتین اور دیگر اقلیتی طبقات کو انتخابی عمل میں

بھرپور شرکت سے روکا جاتا ہے۔ انتخابی فہرستوں میں خواتین کا اندراج ہونے کے باوجود ووٹ ڈالتے وقت مخالفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اکثر کو پولنگ سٹیشن سے واپس بھیج دیا جاتا ہے۔ بعض حلقہ بندیوں میں خصوصی طور پر خیبر پختونخواہ اور بلوچستان میں مخالف امیدوار اور سیاسی جماعتیں معاہدے کرتی ہیں تاکہ خواتین کو ووٹ ڈالنے سے روکا جاسکے۔ انتخابی عملہ اکثر اخلاقی اقدار کے متعلق غیر ذمہ دارانہ رویہ اختیار کرتے ہیں جیسا کہ پولنگ آفیسر پردہ دار خواتین کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ پہچان کی غرض سے مردانہ پولنگ سٹاف کے سامنے اپنا چہرہ دکھائیں، جو کہ کچھ خواتین کو ووٹ ڈالنے سے بد دل کرتے ہیں۔ الیکشن کمیشن آف پاکستان کو جوابدہ ہونا چاہیے کہ وہ خواتین کی سیاسی سرگرمیوں میں شمولیت کو یقینی بنائے۔

ii۔ ہر حلقہ بندی میں خواتین کا ووٹ مکمل ڈالے گئے ووٹوں کے 25 فیصد سے کم نہیں ہونے چاہئیں ورنہ نتیجہ باطل کر کے دوبارہ انتخابات کا حکم دیا جانا چاہیے۔ مزید یہ کہ الیکشن کمیشن آف پاکستان ہر الیکشن سے پہلے ووٹرز اور خصوصاً خواتین اور اقلیتی لوگوں کے لیے تعلیمی پروگرام منعقد کرائے۔

آخر میں APP کی جانب سے درخواست کی جاتی ہے کہ دولت کی اثر اندازی اور انتظامی طاقت کی مداخلت کسی بھی صورت میں انتخابی عمل کے دوران غیر قانونی ہوگا اور یہ کہ اس کو غیر آئینی قرار دیا جائے گا اور الیکشن کمیشن آف پاکستان کو ہدایت کی جائے تاکہ اس سلسلہ میں مناسب اقدامات کرے۔

19۔ درخواست دہندگان کی ایک دوسری شکایت انتخابات کے موجودہ عوامل سے متعلقہ ہے جس میں منجانب بڑی سیاسی جماعتوں کے دولت کا کثیر استعمال بسلسلہ انعقاد جلسہ سیاسی ریلیاں اور جلوس، تشہیر بذریعہ بینرز پوسٹرز، بل بورڈز اسکرینز اور میڈیا کے دیگر ذرائع، لاؤڈ اسپیکر کا استعمال قیام انتخابی کیمپس کارریلیوں کا جلوس جو کہ عام شہری کو سیاسی دھارے میں حصہ داری سے محروم رکھتا ہے۔ یہ دلائل بھی دیئے گئے کہ کیونکہ صرف امیر اور مالی طور پر مستحکم سیاسی جماعتیں اور سیاستدان ہی اس طرح کے عوامل کے متحمل ہو سکتے ہیں۔ جلسہ اور جلوس عام افراد کو آئین کے آرٹیکل (2) 172 کے تحت فراہم کردہ حق استعمال سے باز رکھنے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ درخواست دہندگان نے ان تمام سرگرمیوں پر مکمل پابندی کی التجا کی ہے۔ مسئول علیہان زیادہ تر سیاسی جماعتوں نے درخواست دہندگان کے اس موقف سے اختلاف کیا ہے۔

20۔ درخواست دہندگان کی طرف سے کہا گیا کہ جلسے جلوس یا سیاسی ریلیاں انتخابی مہم کے مقاصد کی ترسیل کے موثر ذرائع نہیں ہیں۔ انہوں نے الزام لگایا کہ ایک انتخابی مہم کا مقصد ووٹرز کو تعلیم دینا اور پارٹی کی پالیسیاں ان کے ساتھ مجموعی اور انفرادی طور پر تبادلہ خیال کرنا ہے کے ساتھ جان کاری ہے جس مقصد کا حصول مذکورہ ذرائع سے بمشکل ہوتا ہے۔ مزید بحث کی گئی کہ یہ عوامل زیادہ مہنگے ہیں اور بد قسمتی سے خانگی سیاسی میدان کا اصول بن چکے ہیں۔ یہ بتایا گیا کہ صرف امیر اور

مالی طور پر مستحکم سیاسی جماعتیں اور سیاستدان ہی اس طرح کے عوامل کے متحمل ہو سکتے ہیں۔ جلسہ اور جلوس عام افراد کو آئین کے آرٹیکل (2) 172 کے تحت فراہم کردہ حق استعمال سے باز رکھنے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ چونکہ یہ عوامل منہجے اور غیر ضروری فضولیات ہیں جو کہ صرف سیاسی میدان کے بگاڑ کا موجب ہیں۔ درخواست دہندگان نے کہا کہ ان عوامل پر پابندی ہونی چاہیے۔ دوسری جانب ایم کیو ایم کے فاضل وکیل نے کہا کہ ایم کیو ایم اس سے اتفاق نہیں کرتی کہ تمام جلسہ یا سیاسی ریلی اور جلوس یا اکٹھ انتخابی مہم کے دوران ممنوع ہونے چاہئیں کیونکہ اس طرح آئین کے آرٹیکل 16، 17 اور 25 کی خلاف ورزی ہوگی۔ یہ کہا گیا کہ فرق مقرر کرنے کی ضرورت ہے کہ کہاں جلوس کار ریلی کی شکل اختیار کرتا ہے برعکس اس کے کہ کہاں ایک شہر میں لوگ جلوس کی مخصوص جگہ پر پہنچنے کے لئے گاڑیاں استعمال کرتے ہیں۔ اس طرح سے کار ریلیوں کو روکنے پر ایک مسئلہ اٹھ کھڑا ہوگا ریویں لوگوں کو جلوس کی مخصوص جگہ پر پہنچنے سے باز رکھنے کے لیے اسے استعمال کیا جائے گا۔ تجویز کیا جاتا ہے کہ بہتر یہ ہوگا کہ ریلیوں کو یوں منظم کیا جائے کہ حادثاتی طور پر وقوع پزیر نہ ہوں۔ جماعت اسلامی کے فاضل وکیل نے بھی اسی طرح کی تجویز دی کہ جس سے عوام الناس کو زحمت اور ناگواری نہ ہو۔

21۔ پی ایم ایل (ن) کی جانب سے کہا گیا کہ جلسہ یا سیاسی ریلی کی انتخابی قوانین کے مطابق اجازت ہونی چاہیے۔ ان کے مطابق عوامی جلسے ریلیاں یا جلوس لوگوں تک عوام کی بہتری کے لئے امیدوار کے تعارف پارٹی پروگرام اور پارٹی منشور کی رسائی کے بہترین ذرائع ہیں۔ ان کے مطابق یہ ناممکن ہے کہ سیاست کمرے میں بیٹھ رہنے سے کی جاسکتی ہے۔ امیدوار کا اعلان کرنے سے اور ووٹران سے اس امید کے ساتھ کہ از خود وہ ووٹ ڈالنے آئیں گے۔ آرٹیکل سترہ کا دائرہ کار پہلے ہی عدالت ہذا کے متعدد فیصلہ جات سے وسعت اختیار کر چکا ہے۔

22۔ جناب حامد خان ایڈووکیٹ سپریم کورٹ نے کہا کہ پی ٹی آئی کی اس ضمن میں رائے ہے کہ جلسہ، سیاسی ریلیاں اور جلوس انتخابی مہم اور عوام الناس میں بذریعہ سیاسی جماعتوں سیاسی آگاہی کے پھیلاؤ کا لازمی جزو ہیں۔ یہ ایک حق ہے جو ہر سیاسی جماعت کو آئین کے آرٹیکل سترہ کے تحت حاصل ہے۔ دوسری جانب سے جناب سلمان اکرم راجہ ایڈووکیٹ سپریم کورٹ نے اے پی پی کی جانب سے کہا کہ جلسے جلوس پر انتخابی مہم کے ساٹھ ایام کے دوران مکمل طور پر پابندی ہونی چاہیے ان کے مطابق الیکشن کمیشن پاکستان کو ہر حلقہ انتخاب میں مناسب جگہ پر انتظامات کرنے چاہئیں جہاں پر تمام امیدواران عوام الناس سے خطاب کر سکیں اور منشور سے متعلق بحث مباحثہ کر سکیں۔

23۔ درخواست دہندگان کی گزارش ہے کہ امیدواران اور پارٹی کی تشہیر کے عوامل بذریعہ بینرز، پوسٹرز، بل بورڈز اور اسکرز وسائل اور وقت کا انتہائی ضیاع ہے۔ مزید براں درخواست دہندگان نے کہا کہ یہ اہم ذرائع رسل و رسائل نہ ہیں۔

بلکہ اصولاً ناخوشگوار اور انتہائی مہنگے ہیں۔ ان گزارشات کی روشنی میں درخواست دہندگان نے کہا چونکہ اس طرح کے عوامل انتخابی مہم کے کلیدی اصول بن چکے ہیں۔ فتح کے موقع کے حصول کی خاطر زیادہ تر امیدواران ان عوامل کی عمل پذیری کے لئے انتہا کر دیتے ہیں حتیٰ کہ ROPA کے سیکشن 49 کے تحت انتخابی اخراجات کی مجوزہ رقم کی حدود سے بھی نتیجتاً تجاوز کر جاتے ہیں۔ لہذا درخواست دہندگان نے التجا کی ہے کہ ان دلائل کی روشنی میں یہ اور دیگر عوامل یعنی وال چالنگ وغیرہ پر پابندی ہونی چاہیے۔ ڈاکٹر فروغ نسیم نے تجویز کی کہ نجی یا سرکاری عمارتوں پر بینرز پوسٹر اور سٹکرز لگانے کے لئے قانون سازی ہونی چاہیے۔ جناب محمد رفیق راجوانہ نے تاہم کہا کہ بل بورڈز اور بینرز وغیرہ کی قانون کی حدود میں رہتے ہوئے اجازت ہونی چاہیے۔ اسی طرح سے جناب حامد خان نے کہا کہ بینرز پوسٹر اور اسٹکرز لازمی مہنگے نہیں ہیں اور انتخابی مہم کے دوران سیاسی جماعتوں کے پیغام رسانی اور امیدواران کے ووٹران سے تعارف کے ذرائع ہیں۔ تاہم اس نے کہا کہ بل بورڈ بہت مہنگے ہیں، انہیں انتخابی اخراجات میں کمی کے سلسلہ میں پرے رکھا جاسکتا۔ سلمان اکرم راجہ نے کہا کہ انتخابی مہم کے ساٹھ ایام کے دوران بینرز پوسٹر بل بورڈز اور اسٹکرز کی نمائش پر مکمل پابندی ہونی چاہیے۔

24۔ درخواست دہندگان نے کہا کہ انتخابی مہم کا مقصد عوام کو مغلوب کرنا نہیں ایسے ذرائع کے استعمال سے نہ تو حقیقی نظریات کا پرچار ہوتا ہے یہ کہا گیا کہ صرف لاؤڈ اسپیکر کا استعمال مذکورہ بالا مقصد کو پورا کرتا ہے۔ مزید براں مذکورہ بالا تاثرات میں اضافہ کے ساتھ کہا گیا کہ لاؤڈ اسپیکر کا استعمال صوتی زیادتی اور نجی معاملات میں مداخلت اور ووٹرز کی رضا کے برعکس نظریات عائد کرنے کا موجب بنتا ہے۔ اس طرح کہ متجاوز اور ووٹرز پر اثر انداز ہو کر اس کے آزادانہ انتخابی حق کو قلیل کرنے والے ذرائع پر پابندی ہونی چاہیے۔ ڈاکٹر فروغ نسیم نے کہا کہ لاؤڈ اسپیکرز مہنگے نہیں ہیں۔ اور درحقیقت معلومات کی فراہمی میں بالخصوص سیاسی جماعتوں اور امیدواران کے منشور کے پرچار میں اہم معاونت کرتے ہیں۔ ایسی سیاسی جماعتیں جو عوام الناس میں مشہور ہیں بڑے بڑے انسانی اجتماع کرنے کے قابل ہیں۔ لہذا لاؤڈ اسپیکرز اور ایمپلیفائر یا دیگر ایسے جدید آلات پر ممانعت غیر تعمیری ہوگی۔ محمد رفیق راجوانہ نے کہا کہ لاؤڈ اسپیکر کا استعمال بڑے اجتماعات اور ریلیوں میں عوام کا مقرر کو سننے کے لئے ضروری ہے تاکہ وہ امیدوار سیاسی جماعتوں اور ان کے منشور سے واقف ہو سکیں۔ جناب حامد خان نے کہا کہ پی ٹی آئی لاؤڈ اسپیکر اور دیگر ایمپلیفائر کے استعمال کی مخالف نہیں ہے جو کہ انتخابی مہم کا مہنگا ذریعہ نہ ہے۔ بلکہ زیادہ سامعین تک پارٹی امیدواران کی رسائی اور صحت مندانہ سیاسی سرگرمیوں کی تخلیق میں سہولت فراہم کرتا ہے۔ دوسری جانب جناب سلمان اکرم راجہ ایڈووکیٹ سپریم کورٹ نے منجانب اے پی پی کہا کہ لاؤڈ اسپیکر کے استعمال پر (بصورت دیگر قانوناً اجازت ہے) انتخابی مہم کے ساٹھ ایام کے دوران مکمل پابندی ہونی چاہیے۔

25۔ سائلان نے مزید کہا کہ اسی طرح، کارریلیز دولت دکھاوے کا باعث ہیں جو کہ خوف کا باعث بنتی ہیں اور آخر کار

ووٹرز کو اثر انداز کرتی ہیں۔ یہ کہا گیا ہے کہ کارریلیز خصوصاً ایسی جن میں مہنگی کاریں شامل ہوتی ہیں ذہنی طور پر یہ باور کراتی ہیں کہ یہ لوگ طاقتور ہیں اور جیت سکتے ہیں جب کہ حقیقت میں ان لوگوں کو حقیقی مسائل کا حل بتانا چاہیے۔ جیسا کہ یہ سب ووٹ ڈالنے کے حقیقی مقصد جس میں کہ اپنی مرضی سے انتخاب کرنا ہوتا ہے اس کی نفی کرتی ہیں اس لئے ایسی کارریلیز پر پابندی لگانی چاہیے۔ کارریلیز پر مسلم لیگ (ن) نے موقف اختیار کیا ہے کہ ان ریلیز کو حقیقت پسندانہ بنانے کے لئے الیکشن قوانین میں ضروری تبدیلیاں لائی جائیں لیکن اس سے پہلے موجودہ الیکشن قوانین پر سختی سے عمل کرنا چاہیے۔ جناب حامد خان نے کہا ہے کہ پی ٹی آئی ان کارریلیز کی مخالفت نہیں کرتی لیکن درخواست دہندگان کی اس بات سے اتفاق کرتی ہے کہ سیاسی جماعتوں کو ان کارریلیز میں مہنگی کاریں استعمال نہیں کرنی چاہئیں تاکہ امیدواران کی طرف سے وسائل اور دولت کا اظہار نہ ہو۔

26 سائلان کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ اشتہار بازی جیسا کہ آج کل ہوتا ہے، سے بھی کافی نقصانات ہوتے ہیں جیسا کہ اوپر بیان کئے گئے طریقوں سے ہوتے ہیں۔ بہر حال یہ بھی کہا گیا ہے کہ اشتہار بازی کو بعض فائدے مند مقاصد کے لئے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ سائلان کو ایسی اشتہار بازی جس میں کہ امیدوار کا تعارف درج ہو پر اعتراض نہیں لیکن ان کے خیال میں اس کے علاوہ ہر قسم کی اشتہار بازی پر پابندی ہونی چاہیے۔ ڈاکٹر فروغ نسیم نے کہا کہ اشتہارات کی تقسیم سیاسی جماعتوں اور ان کے امیدواران کے بارے میں معلومات کے پرچار کا ذریعہ ہیں لیکن ان اشتہارات میں بعض ترغیبات جن میں نسل، گروہ، مذہبی، مقامی، صوبائی، حتیٰ کہ سیاسی دشمنی کا اظہار نہیں ہونا چاہیے۔ جناب رفیق راجوانہ نے کہا کہ ایسے تمام اشتہارات جن میں کوئی قابل اعتراض مواد الیکشن کے حوالے سے موجود نہ ہو راے دہندگان کے پاس پہنچنے کا ایک آسان اور سستہ طریقہ ہے۔ جناب حامد خان نے اشتہار بازی کے استعمال کو الیکشن کے دوران کرنے پر اعتراض نہیں کیا لیکن ایسے اشتہارات میں معاشرے کے مختلف گروہوں کے درمیان کسی قسم کی دشمنی یا اشتعال انگیزی نہیں ہونی چاہیے۔ بہر حال، اشتہارات کو سیاسی جماعتوں کے منشور کے پھیلاؤ کے لئے اور امیدواران کے تعارف کے لئے ان کے متعلقہ علاقوں تک پھیلاؤ کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ جناب توفیق آصف جو کہ بے آئی پی کی طرف سے وکیل ہیں انہوں نے کہا کہ بے آئی پی سائلان سے اتفاق نہیں کرتی۔

27 سائلان کا کہنا ہے کہ ریاست اور پرائیویٹ ٹی وی چینلز کو ایسے تمام پروگرام جن میں کسی مخصوص امیدوار کے بارے میں اچھا یا برا ظاہر کر کے دیکھایا گیا ہو پیش نہیں کرنا چاہیے۔ ان کے مطابق یہ سہولت صرف امیر امیدواران حاصل کر سکتے ہیں جس سے کہ سائلان کے حقوق متاثر ہوتے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایسے تمام سرویز اور ان کی اخبارات میں اشاعت روکنی چاہیے جن میں کسی امیدوار کی مقبولیت یا غیر مقبولیت کے بارے میں بتایا جائے کیونکہ اس سے راے دہندگان کی سوچ

متاثر ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ یہ کہا گیا ہے کہ یہ سروے ووٹوں کو مشروط کرتے ہیں اور ووٹ ڈالنے کے مقصد سے ہٹا دیتے ہیں۔ ڈاکٹر فروغ نسیم نے کہا کہ اس پر مکمل پابندی لگانے سے پریس کی آزادی متاثر ہوگی جو کہ ایک بنیادی حق ہے۔ ان کے مطابق، یہ مشورہ کہ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا سیاسی جماعتوں یا ان کے امیدواران پر اعتراض نہ لگائے، ایک غیر حقیقت پسندانہ اور غیر فطری تقاضہ ہوگا۔ اول تو پریس/میڈیا کو اشتہار بازی سے منع نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس طرح سے میڈیا کی آزادی کے ساتھ کاروبار کرنے کے بنیادی حق کی خلاف ورزی ہوگی۔ دوسرا، اطلاعات کی نشر و اشاعت کی جدید ذرائع سے حصولی غیر ممکن ہو جائے گی اگر سائلان کے غیر فطری تقاضے کو مانا گیا۔ صحیح پیشرفت یہ ہوگی کہ اس پر بہتر طریقے سے عمل درآمد کیا جائے۔ اس کے لئے یہ مشورہ دیا گیا ہے کہ منسٹری برائے خبر رسانی کو پابند کیا جائے کہ وہ ان اشتہارات کو بہتر طریقے سے جانچ پڑتال کرے۔ مزید، چال چلن کا ایک متعین طریقہ ہونا چاہیے جس کے ذریعے کوئی خبر پھیلائی جاسکے، اور جھوٹی خبر سے بچا جاسکے۔ جناب حامد خان نے کہا ہے کہ پی ٹی آئی سائلان کی اس بات سے اتفاق کرتی ہے کہ اخبارات، ٹی وی اور ریڈیو کے مہنگے اشتہارات نہیں ہونے چاہیے کیونکہ اس سے امیدواران کے الیکشن کے اخراجات بہت زیادہ بڑھ جاتے ہیں۔ بہر حال، اخبارات، ٹی وی اور ریڈیو کے ایسے پروگرامز جن میں سیاسی جماعتوں اور ان کے امیدواران کی سرگرمیوں کو پیش کیا جائے ان پر کوئی اعتراض نہیں۔ اسی طرح، انہیں میڈیا پر کوئی اعتراض نہیں جن میں ایسے سروے پیش کئے جائیں جن سے مختلف سیاسی جماعتوں اور سیاسی قائدین کی اہمیت میں اضافہ ہوتا ہو۔ جناب توفیق آصف نے کہا کہ جے آئی پی او پر بیان کئے گئے مسئلہ پر سائلان سے اتفاق نہیں کرتی۔ جناب عبدالوہاب بلوچ، اے ایس سی، جو کہ سندھ یونیورسٹی پارٹی کی طرف سے وکیل ہیں نے کہا کہ ہر پارٹی اور امیدوار کو میڈیا پر یکساں ٹائم مہیا کرنا چاہیے خصوصاً قومی ٹی وی چینل پر تاکہ وہ اپنا منشور اور رائے پیش کر سکے۔ جناب سلمان اکرم راجہ نے کہا کہ ECP اس بات کو یقینی بنائے گی کہ کوئی خاص امیدوار یا سیاسی پارٹی کسی پرائیویٹ ٹی وی چینل پر ٹائم فکس نہ کرے بلکہ ہر کسی کو یکساں وقت دیا جائے تاکہ ہر پارٹی اپنا پروگرام قومی ٹی وی پر پیش کر سکے۔

28۔ محترم وکیل برائے سائلان نے کہا کہ رائے دہندگان کو پولنگ اسٹیشن تک لے کر جانے کے لئے پرائیویٹ گاڑیوں کے استعمال پر پابندی ہونی چاہیے۔ ECP کو پابند کیا جائے گا کہ پولنگ اسٹیشنز کی تعداد کو بڑھایا جائے تاکہ رائے دہندگان مختصر فاصلے تک اپنے ووٹ کا استعمال کر سکیں۔ ضروری احکامات اور ریگولیشنز بنانے کے لئے جلد ایک طریقہ کار وضع کیا جائے گا، جس میں حکومت کی طرف سے ٹرانسپورٹ کی سہولت جس کے ذریعے بوڑھے اور معذور افراد کو پولنگ اسٹیشن تک لے جانا کسی ہنگامی صورتحال سے نمٹنا شامل ہے۔ جناب سلمان اکرم راجہ اے ایس سی نے کہا کہ رائے دہندگان کی پولنگ والے دن ٹرانسپورٹ پر پابندی لگائی جاسکتی ہے۔ بہر حال ECP سیاسی جماعتوں سے ان کے امیدواران کی تعداد کے حساب سے فنڈز اکٹھے کر سکتی ہے تاکہ رائے دہندگان کی ٹرانسپورٹ کا بندوبست کیا جاسکے لیکن امیدواران کو الیکشن

والے دن پرائیویٹ ٹرانسپورٹ کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ اس ٹرانسپورٹ کے گزرنے کی جگہوں کو پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں موثر انداز میں دکھایا جائے گا تاکہ عام لوگوں تک اس کی معلومات پہنچے۔ جناب حامد خان نے کہا کہ یہ ایک اتفاق رائے ہے کہ الیکشن والے دن رائے دہندگان کو پولنگ اسٹیشنز نہیں لایا جاسکتا۔ بہر حال یہ قانون سیاسی جماعتیں ظاہری طور پر توڑتی رہتی ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں سواریاں امیدواران کی طرف سے اس بات پر مامور ہوتی ہیں کہ وہ رائے دہندگان کو ان کے گھروں سے پولنگ اسٹیشن لے کر جائیں۔ اس طرح لاکھوں روپے صرف ایک دن میں خرچ ہوتے ہیں۔ اس طرح عزت دار سیاسی پارٹیوں اور امیدواران کے جتنے کے امکانات بہت محدود ہو جاتے ہیں۔ یہ کہا گیا ہے کہ ایک حکم جاری کیا جائے کہ الیکشن والے دن تمام پرائیویٹ سواریاں بند کی جائیں تاکہ رائے دہندگان پولنگ اسٹیشنز تک اپنے پیروں پر، سائیکل یا پھر موٹر سائیکل کے ذریعے جائیں۔ انہوں نے کہا کہ انڈیا میں پولنگ والے دن چار پہیے والی سواری کو چلنے کی اجازت نہیں ہوتی بلکہ رائے دہندگان پولنگ اسٹیشن جانے کا خود انتظام کرتے ہیں۔ یہ مکمل آزاد اور منصفانہ الیکشن کو ممکن کرے گا۔ بہر حال رائے دہندگان کی سہولت کے پیش نظر ملک میں پولنگ اسٹیشنز کی تعداد میں پچاس فیصد تک اضافہ کرنا چاہیے تاکہ پولنگ اسٹیشن رائے دہندگان کی رہائش سے دو کلومیٹر سے زیادہ فاصلے پر نہ ہو۔

29۔ محترم وکیل برائے سائلان نے کہا کہ ایسی تمام پرچیوں کی ترسیل جن پر رائے دہندگان کے کوائف جس میں نام، والد کا نام، پولنگ اسٹیشن/ بوتھ رائے دہندہ کا سیریل نمبر ہوتا ہے ان پر پابندی ہونی چاہیے۔ کیونکہ اس طرح یہ پرچیاں جن پر مخصوص امیدواران کے مونوگرامز، لوگوز ہوتے ہیں رائے دہندگان کے ذہن پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ مدعا علیہ/ سیاسی جماعتیں اس بات پر متفق ہیں کہ ان پرچیوں کی ترسیل پر پابندی ہونی چاہیے اور ECP کو نادرہ کے ساتھ مل کر ایسے اقدامات کرنے چاہیے کہ ایسی معلومات رائے دہندگان کو NIC کے ذریعے دی جاسکے۔ یہ بتایا گیا ہے کہ ECP نے رائے دہندگان کو ایسی معلومات SMS کے ذریعے دینی شروع کر دی ہیں۔ اس مقصد کے لئے رائے دہندہ کو ایک کال یا SMS دیئے گئے نمبر پر بھیجنا ہوگا جس پر اسے یہ معلومات مل جائے گی۔ کیس کی سماعت کے دوران ایک رائے یہ بھی دی گئی کہ ECP ایک پرچی/ کارڈ بنائے جس پر یہ تمام معلومات جن میں سیریل نمبر، پولنگ اسٹیشن کا نام، پولنگ بوتھ کا نام وغیرہ درج ہوں اس کے جواب میں نادرہ کی طرف سے یہ بتایا گیا ہے کہ ووٹرز کا کارڈ تقریباً -/100 Rs. میں جاری کیا جاسکتا ہے۔ مزید بتایا گیا ہے کہ اس کارڈ میں ایک الیکٹرانک چپ ہوگی جس کی 1kb space/memory ہوگی لیکن وہ 27kb تک بڑھائی جاسکے گی۔ ایک تجویز یہ بھی دی گئی کہ ECP پبلک/ پرائیویٹ کمپنیز سے فنڈز لے کر انہیں یہ کارڈز/ پرچیاں بنانے کی اجازت دے جن پر وہ اپنے لوگوز، مونوگرامز اور ناموں کے ساتھ Product Signs اپنی مشہوری اور تجارتی بنیادوں پر ظاہر کر سکیں۔ ایسی معلومات یوٹیٹی بلز، بینک اکاؤنٹ کارڈز پر بھی دی جاسکتی ہیں۔

30۔ درخواست گزاروں کا کہنا ہے کہ انتخابی مہم کے دوران لوگوں کو ڈرانے دھمکانے کے عمل سے متنازعہ سیاسی کلچر کا بیج بویا جا رہا ہے۔ اس قسم کی سرگرمیوں سے لوگوں کو بجائے باشعور بنانے کے اس کو صرف میلہ اور سیر کے طور پر منایا جا رہا ہے۔ سیروسیاحت کے مواقع اور مفت کھانا پینے کے مواقع سیاسی جماعت کے کارکنوں کو اس سے مطابقت نہیں رکھتی۔ درخواست گزار مزید کہتے ہیں کہ انتخابی کیمپ لگانے کا مقصد انتخابی مہم کو با مقصد کرنے کی ضرورت ہے۔ ان کی تعداد، ان کا مقصد اور ان کے اوقات اور ان کا نظم و ضبط اور اس سے متعلقہ سرگرمیاں نگرانی کا تقاضا کرتی ہیں۔۔ جب کہ درخواست گزار کو یقین ہے اس طرح کرنے سے ہی اس کا اصل مقصد کا حصول ممکن ہوگا۔ ڈاکٹر فروغ نسیم کا کہنا ہے کہ انتخابی کیمپ بجائے ایک پکنک کیمپ کی بجائے اطلاعات تک رسائی کا ذریعہ ہونے چاہئیں۔ بلکہ اس کو موثر طور پر استعمال کیا جائے جب کہ حامد خان کہتے ہیں کہ PTI درخواست گزاروں کے ساتھ متفق ہے الیکشن کیمپ کا انعقاد کو بلا وجہ غیر ضروری اخراجات کا ذریعہ نہیں بننا چاہیے۔ ان کو محدود پیمانے پر سرگرمیاں عمل میں لائی جائے۔ جماعت کے منشور کا پرچار اور امیدواران کو متعارف کرانے کا ذریعہ ہونا چاہیے اس حد تک جے یو آئی درخواست گزاروں کے ساتھ متفق نہ ہے۔

31۔ ہم نے درخواست گزاروں کے وکلاء صاحبان ڈپٹی ایٹارنی جنرل جو کہ وفاق پاکستان، لاء اینڈ جسٹس، وزارت قانون و انصاف اور چیف الیکشن کمیشن پاکستان کی نمائندگی کرتے ہوئے سنا ہے اور (مسئول علیہان) سیاسی جماعتوں اور مقدمے سے متعلق دستاویزات کا بغور مطالعہ کیا ہے۔

32۔ ابتداً درخواست گزار دستور پاکستان کی دفعہ (3) 184 کے تحت اس عدالت کا اختیار سماعت میں لائے ہیں اس دوران یا اس سلسلہ میں وفاق پاکستان اور وزارت قانون انصاف اور الیکشن کمیشن کا یہ اعتراض کہ درخواست قابل سماعت نہیں ہے تاہم دوران سماعت دونوں طرف سے اس نقطہ پر زور نہیں دیا گیا بلکہ عدالت سے گزارش کی گئی ہے کہ وہ اس سلسلہ میں متعلقہ حکام کو موثر احکامات جاری کرے۔ وفاق پاکستان، وزارت قانون، انصاف اور ECP کی استدعا ہے کہ یہ عدالت مناسب احکامات ان درخواستوں میں اٹھائے گئے سوالات پر صادر فرمائے۔

33۔ چونکہ عدالت کے دائرہ اختیارات کے زیر دفعہ (3) 184 کے متعلق کافی حد تک قانونی نظائر آچکے ہیں لہذا اس نقطہ پر زیادہ آئینی شکوں اور سابقہ عدالتی نظائر پر جانے کی ضرورت نہیں۔ جیسا کہ یہ عدالت بے نظیر بھٹو کے کیس (PLD 1998 SC 416)، حاجی محمد سیف اللہ خان بنام فیڈریشن آف پاکستان (PLD 1989 SC 166) اور میاں محمد نواز شریف بنام صدر پاکستان (PLD 1993 SC 473) کیس میں یہ قرار دے چکی ہے کہ کسی پارٹی کا ممبر ہونا یا کوئی پارٹی بنانے کا عمل دستور پاکستان کی دفعہ 17 کے تحت تحفظ دیا گیا ہے۔ الیکشن میں حصہ لینے اور حکومت بنانے کا حق

(کامیابی کی صورت میں) اسی میں شامل ہے۔ قابل اعتراض سرگرمیاں بنیادی حقوق جن کی ضمانت دستور پاکستان کے آرٹیکل 17 اور 25 میں دی گئی ہے کی خلاف ورزی ہے۔ جواب گزاروں میں سے کوئی بھی اس کی مخالفت نہ کر سکا۔ لہذا یہ عدالت اس درخواست کو قابل سماعت قرار دیتی ہے۔

34۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ موجودہ مقدمہ عوامی فلاح و بہبود سے متعلقہ ہے۔ اس کی نوعیت فریقین کے باہمی جھگڑے سے متعلق نہ ہے۔ بلکہ احتساب سے ہے۔ وطن پارٹی بنام فیڈریشن آف پاکستان (PLD 2011 SC 997) اور (آل پاکستان نیوز پیپر سوسائٹی بنام فیڈریشن آف پاکستان (1 PLD 2012 SC) کے مقدمات جو کہ جناب فروغ نسیم وکیل سپریم کورٹ نے بیان کئے ہیں، ان میں اس عدالت نے کہا ہے کہ جو مقدمات احتساب کے زمرے میں آتے ہیں ان میں اس عدالت کو اختیار سماعت حاصل ہے۔ یہ بات بھی طے شدہ ہے کہ آرٹیکل (3) 184 کے تحت کسی کیس کو سماعت کے قابل سمجھتے ہوئے اس عدالت کو قانون اور ضابطوں کی بے قاعدگیوں کو پرکھنے کی مکمل طاقت حاصل ہے۔ اس بارے میں وکلاء مجاز برائے تحفظ دستور بنام فیڈریشن آف پاکستان (PLD 1998 SC 1263)، فاروق احمد خان لغاری بنام بنام فیڈریشن آف پاکستان (PLD 1999 SC 57)، جلال محمود شاہ بنام فیڈریشن آف پاکستان (PLD 1999 SC 395)، لیاقت حسین بنام فیڈریشن آف پاکستان (PLD 1999 SC 504)، ڈاکٹر مبشر حسن بنام فیڈریشن آف پاکستان (PLD 2010 SC 265) اور محمد مبین السلام بنام فیڈریشن آف پاکستان (PLD 2006 SC 602)۔

35۔ اس مقدمے میں اٹھائے گئے معاملات پر غور کرنے سے پہلے یہ بتانا بھی اہم ہے کہ 1973 کا آئین پاکستان کے عوام کی خواہشات کی ترجمانی کرتا ہے۔ جس میں عوام نے واضح کیا ہے کہ تمام قوت اللہ تعالیٰ کے طے کردہ حدود کے مطابق استعمال کی جائے گی۔ جو کہ صرف اور صرف پاکستان کے عوام استعمال کریں گے۔ اس میں دو بنیادی باتیں ہیں ایک یہ کہ اختیارات کا استعمال اسلام کے طے کردہ قوانین کے مطابق کیا جائے گا اور دوسرے یہ کہ ان اختیارات کے استعمال میں پاکستان کے عوام بنیادی کردار ادا کریں گے۔ کسی کام کا کرنا یا نہ کرنا جو ان اختیارات کے استعمال کی ہدایات کے خلاف ہو غیر آئینی اور غیر قانونی ہوگا۔

36۔ تمام آئینی اختیارات اور دستور العمل یہ سمجھے جائیں گے کہ وہ اسلامی اصولوں کی بنیاد پر مقررہ حدود و قیود میں جاری کئے گئے ہیں۔ آرٹیکل (A) 2 اس سے واضح طور پر یہ ہدایات دیتی ہے ”جمہوری اصول، آزادی، مساوات، برداشت اور سماجی انصاف“ جیسا کہ اسلام میں بیان کیا گیا ہے ان کا مکمل طور پر عمل درآمد کیا جائے گا۔ مملکت پاکستان میں ان اصولوں

کی حفاظت اور ان میں اضافہ ایک لازمی مقصد ہے اور آئین پاکستان کا خاصہ ہے۔ اسلام نے بنیادی حقوق کو تسلیم کرتے ہوئے یہی دستور کی دفعہ یہ تقاضہ کرتی ہے کہ مملکت بنیادی حقوق، مساوات، مرتبے، برابری اور اس کے مواقع قانون کی نظر میں سماجی، معاشی اور سیاسی انصاف اور آزادی خیالات کا اظہار، عبادت، جماعت سازی، اصول عوامی، اخلاقیات کی ضمانت دی گئی ہے۔ دستور کا باب دوم اس کی آئینی اہمیت اور اس کے مقصد کو بیان کرتا ہے۔ اس کی حد تک دستور کی دفعہ (1) 8 بیان کرتی ہے کہ ان حقوق اور اصولوں کی کیا اہمیت ہے جو کہ یہ بیان کرتے ہیں کہ تمام قانون رسم و رواج جو کہ قانون کا درجہ رکھتی ہے اور بنیادی حقوق کے باب سے مطابقت نہیں رکھتی وہ فاسد تصور ہوں گے۔ اسلام کے واضح کردہ یہ حقوق ایک بلند مرتبہ کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کی حیثیت ہمارے دستور کا ایک مرکزی نقطہ ہے۔

37۔ یہ آئینی حکم واضح کرتا ہے کہ پاکستانی عوام ان اختیارات کے استعمال کرنے کے مجاز ہوں گے۔ جیسا کہ ہمارے آئینی طریقہ کار کی بنیاد ہے کہ اس اختیار کا حصول اور لوگوں کے ذریعے اس کا استعمال خود مختار حکومت کے اصول پر زور دیتا ہے۔ پاکستان میں جمہوری اصولوں کی ضمانت، بجا آوری اور انتظامی اختیار ریاست اپنے اختیارات و احکامات لوگوں کے منتخب نمائندوں کے ذریعے استعمال کرے گی۔ آئین ہدایت دیتا ہے کہ یہ اختیار بذریعہ جمہوری منتخب حکومت کے ذریعے استعمال ہوگا۔ یہ آئینی حکم جمہوریت کی حفاظت کیلئے مخلصانہ جذبے کے تحت بنایا گیا ہے۔ مزید برآں آئین کا پارٹ II اور III بنیادی آئینی تاکید کرتا ہے۔ جو جمہوریت کو عوام کے منتخب نظام کے ذریعے مضبوط اور مقننہ جن اختیارات و اطوار کے ذریعے عمل کر کے مضبوط اور الگ کرنے کا تعین کرتی ہے۔ اس لئے یہ بالکل واضح ہے کہ آئین اس بات کو اہمیت دیتا ہے کہ بنیادی حقوق کی حفاظت و ترویج کی جائے جیسا کہ اسلام میں جمہوری نظام حکومت میں واضح کیا گیا ہے۔ ہمارا آئینی حکم کے ادا کرنے کا طریقہ اس کے تابع ہے۔ یہ علامتی تعلق جمہوریت اور حکومتی نظام کے درمیان اور بنیادی حقوق کی حفاظت و ترویج کا مقصد ان دونوں اصولوں کا تحفظ اور دوبارہ لاگو کرتے ہیں۔ جو ہمارے آئین کی بالکل واضح روح کو متعین کرتا ہے کہ اسلام میں واضح کیا گیا ہے۔ آئین کی بیشتر شقیں اس اہمیت کو اجاگر کرنے کیلئے تحریر کی گئی ہیں۔ تنظیم کی آزادی جیسا کہ آرٹیکل 17 میں بیان کیا گیا ہے کہ بنیادی حقوق ہر ایک شخص کو یہ حق دیتا ہے کہ وہ ریاست کی سیاسی حکومت میں حصہ لے۔ اور آئین کے دیئے گئے اختیار کے ساتھ یکجا ہو کر اس حق کو ایک جمہوری ریاست کے ذریعے تحفظ اور ترویج دے۔ مزید یہ کہ اکٹھے ہونے کی آزادی (آرٹیکل 16) اور اظہار خیال کی آزادی (آرٹیکل 19) بھی اس آئینی اہمیت اور حقیقت کو محفوظ رکھتے ہیں۔

38۔ آئین ان متذکرہ احکامات سے کم از کم فرق کو ایک جامع نظام فراہم کرتا ہے۔ یہ جمہوریت کے تصورات کی ایک گنجی الیکشن کے طریقہ کار کو پہچانتا اور باقاعدہ کرتا ہے۔ آئین کا آرٹیکل 218 الیکشن کمیشن کا قیام کرتا ہے اور یہ اختیار دیتا

ہے کہ الیکشن کے طریقے کار کو ترتیب دے، دیکھے اور اس بات کو یقینی بنائے کہ یہ طریقہ کار ایمانداری انصاف کے مطابق شفاف اور قانون کے مطابق اختیار کیا گیا ہے، اور بدعنوان طریقہ کار کو روکا گیا ہے۔ آئین کا آرٹیکل (3) 218 الیکشن کمیشن کی انتہائی اہم ذمہ داری کا تعین کرتا ہے اور واضح کرتا ہے کہ:-

"218. Election Commission.

(1) For the purpose of election to both Houses of Majlis-e-Shoora (Parliament), Provincial Assemblies and for election to such other public offices as may be specified by law, a permanent Election Commission shall be constituted in accordance with this Article.

(2) The Election Commission shall consist of-

(a) The Commissioner who shall be the Chairman of the Commission; and

(b) four members, each of whom has been a Judge of a High Court from each Province, appointed by the President in the manner provided for appointment of the Commissioner in clauses (2A) and (2B) of Article 213.

(3) It shall be the duty of the Election Commission constituted in relation to an election to organize and conduct the election and to make such arrangements as are necessary to ensure that the election is conducted honestly, justly, fairly and in accordance with law, and that corrupt practices are guarded against."

39۔ الفاظ کا مجموعہ ”کہ الیکشن، ایمانداری، منصفانہ اور شفاف طریقہ کار اور قانون کے مطابق منعقد کرائے گئے اور یہ کہ بدعنوان طریقہ کار کو روکا گیا ہے۔ جیسا کہ آئین کے آرٹیکل (3) 218 میں الیکشن کمیشن کو دیئے گئے اختیارات کی اہمیت اور حدود کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ بہتر ہے کہ ان اصطلاحات یعنی ایماندارانہ، منصفانہ اور شفاف کے معنی کا حوالہ خاص طور پر درج

ذیل قانونی نقاط میں دیا گیا ہے کہ:-

"Honestly":

(i)'honest' means full of honour: just: fair dealing: upright: the opposite of thievish: free from fraud: candid: truthful: ingenious: seemly: respectable: chaste: honourable; 'honestly' means in an honest way: in truth; 'honesty' is the state of being honest: integrity: candour.
[Chambers, 20th Century Dictionary, New Edition 1983 at page 601]

(ii)'honesty' - "according to the best lexicographers the words 'truth' 'veracity' and 'honesty' are almost synonymous, very nearly the same definitions being given to each of the words". [P. Ramanatha Aiyar's "Advanced Law Lexicon", 2005 Edition, Vol. 2, at page 2153]

(iii)Honesty is a thing deemed to be done in good faith, where it is infact done honestly, whether it is done negligently or not. [Fakhruddin v. A. Shah (PLD 1982 Kar 790)]

(iv)Honestly is state of mind which is psychological factor capable to prove or disprove only by a evidence or conduct. [Amjad Khan v. Marium (1993 CLC 175)]

"Justly"

(i)'just' means "conforming to or consonant with, what is legal or lawful,

legally right, lawful"; ... "The words 'just' and 'justly' do not always mean 'just' and 'justly' in a moral sense, but they not unfrequently, in their connection with other words in a sentence, where a very different signification. It is evident, however, that the word 'just' in the statute [requiring an affidavit for an attachment to State that Plaintiff's claim is just] means 'just ' in a moral sense; and from its isolation, being made a separate sub-division of the section, it is intended to mean 'morally just' in the most emphatic terms. The claim must be morally just as well as the legally just in order to entitle a party to an attachment."

Robinson v. Burton (5 Kan. 300.) [Black's Law Dictionary, Revised 4th Edition of 1968, at page 1001]

(ii)'just' means righteous: fair: impartial: according to justice: due: in accordance with facts: well-grounded: accurately true: exact: normal: close-fitting: precisely: exactly: so much and no more: barely: only: merely: quite; 'justly' means in a just manner: equitably: accurately: by right; 'justness' means equity: fittingness: exactness. [Chambers, 20th Century Dictionary, New Edition 1983 at page 686]

(iii)'just'. As an adjective, fair; adequate; reasonable; probable; right in accordance with law and justice right in law or ethics; rightful; legitimate, well founded; conformable to laws; conforming to the requirements of right or positive law; conformed to rules or principle of justice. 2 Bom LR 845. As an adverb of time the word 'just' is equivalent to "at this moment," of the least possible time since" (Ame. Cyc.).

The word 'just' is derived from the Latin 'justus' which is from the Latin 'jus' which means a right, and more technically a legal right--- a law.

The word 'just' is defined by the Century Dictionary as conforming to the requirements of right or of positive law, and in Anderson's Law Dictionary as probable, reasonable. Kinney's Law Dictionary defines 'just' as fair, adequate, reasonable, probable, and *justa causa* as a just case, a lawful ground.

Being in conformity with justice [S.191, Expln. 2, ill. (a) IPC (45 of 1860) and Art 42, Const]; fair.

An allegation is an indictment that an offence has 'just' come to the knowledge of an officer having authority to prosecute is, by implication, a sufficient allegation that the offence had not previously come to the knowledge of any other public officer having authority to prosecute.

'JUST' as used in Laws providing that an affidavit for attachment shall show the nature of the plaintiff's claim, and that it is just, etc., should be construed to mean just in a moral sense. The claim must be morally just, as well as legally just in order to entitle a party to an attachment.

"Shall have the power, if he shall think just, to order a new trial." in the County Courts Act, 1888 (51 & 52 Vict. c. 43), S.93. These words do not give a County court judge an absolute power of granting new trials. His power under the section is subject to the rules and limitations as to the granting of new trials which are binding upon the High Court, the Court of Appeal, and the House of Lords. *Murtagh v. Barry* (1890) 44 Ch D 632 (LORD COLERIDGE, C.J.). The crucial word in the phrase is "just" which imparts a judicial, and not an absolute power. (*Craies St.*

Law).

The term 'just' is derived from the Latin word 'justus'. The word, 'just' connotes reasonableness and something conforming to rectitude and justice something requirable and fair. *M.A. Rahim and Another v. Sayari Bai*, AIR 1973 Mad 83,87. The word 'just' denotes equitability, fairness and reasonableness having a large peripheral field. *Helen C. Rebellor v. Maharashtra S.R.T.C.*, (1999) 1 SCC 90, para 28: AIR 1998 SC 3191. The word 'just' occurring in Section 168 of the Act means that the compensation must be just and it cannot be a bonanza; not a source of profit but same should not be a pittance. The expression 'just' denotes equitability, fairness and reasonableness and non-arbitrariness. *Divisional Controller KSRTC v. Mahadeva Shetty*, (2003) 7 SCC 197, para 15. [Motor Vehicles Act (59 of 1988), S. 168]. Reasonableness may be 'good cause' but it is not necessarily 'just cause'. If a person voluntarily retires on pension, he is getting a substantial financial benefit for himself, and it is not fair or just to the unemployment fund that he should also get unemployment benefit for the six weeks under the act. *Crewe v. Social Security Commissioner*, (1982) 2 All ER 745, 749. [Social Security Act, 1975, S.20(1)(a)]. The words 'just cause' in S. 263 are exhaustive and not merely illustrative. Merely the failure to fill an inventory or the account within the specified time is not sufficient. It must be established that the person to whom the grant has been made willfully and without reasonable cause omitted to exhibit them. In *Re. T. Arumuga Mudaliar*, AIR 1955 Mad 622. [Indian Succession Act (39 of 1925), S.263]. [P. Ramanatha Aiyar's "Advanced Law Lexicon", 2005 Edition, Vol. 3, at

pages 2539 and 2540:]

(iv)'just' means according to law. [Utility Stores Corporation of Pakistan Ltd v. Punjab Labour Appellate Tribunal (PLD 1987 SC 447) and Shahi Bottlers (Pvt) Ltd v. Punjab Appellate Tribunal (1993 SCMR 1370)]

"Fairly"

(i) 'fairly' means "equitably, honestly, impartially.... Justly, rightly, with substantial correctness, reasonably...". [Black's Law Dictionary, Revised 4th Edition of 1968, at page 719]

(ii) 'fairly' means beautifully: neatly: justly: reasonably: plainly: gently: fully: quite: tolerably. [Chambers, 20th Century Dictionary, New Edition 1983 at page 452]

(iii) 'fair' --"the world conveys some idea of justice or equity in partial free from suspicion or bias; equitable; reasonable; honest; upright; and as applied to the weather, a fair weather is one free from clouds; not obscure"- 'FAIR, HONEST, EQUITABLE, REASONABLE' - 'fairness' enters into every minute circumstance connected with the interest of the parties, and weights them alike for both; honestly is contended with a literal conformity to the law, it consults the interest of one party. An estimate is fair in which profit and loss, merit and demerit with every collateral circumstances is duly weighed; a judgment is equitable

which decides suitably and advantageously for both parties; a price is reasonable which does not exceed the limits of reason or propriety. A decision may be either fair or equitable; but the former is said mostly in regard to trifling matters, and the latter in regard to the important rights of mankind. It is the business of the umpire to decide fairly between the combatants, it is the business of the Judge to decide equitably between men whose property is at issue." [P. Ramanatha Aiyar's "Advanced Law Lexicon", 2005 Edition, Vol. 2, at page 1761 and 1762]

درج بالا کے ملاحظہ سے کہ یہ الفاظ منصفانہ، شفاف اور ایمانداری بالکل ایک جیسے مطالب کے حامل معنی رکھتے ہیں، جیسا کہ جناب فروغ نسیم کی جانب سے درست طور پر یہ پیش کیا گیا ہے کہ یہ الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ الیکشن کمیشن براہ راست آئینی طریقہ کار کے تحت جو کہ اس کے مطابق تمام تفویض کئے گئے اختیارات استعمال کرتے ہیں یہ کہ احسن طریقہ کار اور بہترین معیار اور اصولوں کے مطابق استعمال کرتے ہیں۔ قدرتی نتیجہ کے طور پر اس لئے تمام تفویض کئے گئے اختیارات بخوبی استعمال کئے جاسکتے ہیں، اور اس مخصوص معیار کے خلاف تجربہ کیا جاسکتا ہے۔

40۔ آئین پاکستان کی دفعہ (3) 218 کو سرسری پڑھنے سے ہی یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ انتخابات کے انعقاد و انتظام کی ذمہ داری الیکشن کمیشن آف پاکستان کی ہے۔ اسی دفعہ میں استعمال کیے گئے الفاظ سے ہی یہ بات اخذ کی جاتی ہے کہ نہ صرف الیکشن کرانا بلکہ انتخاب کے دن سے قبل اسی مقصد کے لیے تمام ضروری انتظامات کا ذمہ دار الیکشن کمیشن ہے۔ اس لئے انتخاب کے دن سے قبل یا اسکے دوران یا اسکے بعد اس بات کو یقینی بنانا ہوتا ہے کہ اسکے پس منظر ہونے والے تمام تر سرگرمیاں انصاف، شفافیت، سچائی اور قانون کے معیار کے مطابق ہیں اور بدعنوان عوامل سے پاک ہیں۔ اس عدالت نے ”الیکشن کمیشن آف پاکستان بنام جاوید ہاشمی وغیرہ“ (PLD 1989 SC 396) میں قرار دیا کہ بالعموم انتخاب ایک مرحلہ ہے جو کہ انتخابی عمل کے پروگرام کے اجراء سے شروع ہو کہ اس ضمن میں کئی روابط اور مراحل پر مشتمل ہوتا ہے۔ جیسے مثال کے طور پر کاغذات نامزدگی کا داخل ہونا، اسکی جانچ پڑتال، اعتراضات کا سننا اور حقیقی انتخابات کا انعقاد۔ اگر روابط میں سے کسی ایک کو بھی چیلنج کیا جائے تو یہ الیکشن کے پورے پراسس کو چیلنج کرنے کے مترادف

ہوتا ہے۔ اس نے الفاظ "الیکشن کا انعقاد" "Conduct the Election" کی تشریح کو وسیع معنوں میں لیتے ہوئے الیکشن کے تمام مراحل کو اس میں شامل کیا جاتا ہے ان تشریحات کی رو سے الیکشن سے متعلق تمام تر سرگرمیاں جو کہ الیکشن کے آغاز اور اختتام کے دوران وقوع پزیر ہوں شامل ہیں آئین کی دفعہ (3) 218 کے تحت الیکشن کمیشن کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں۔ اس لئے الیکشن کمیشن کو انتخاب سے متعلق تمام انفرادی یا اجتماعی سرگرمیوں کو متعلقہ دورانیہ میں بیان کردہ معیارات کے مطابق پرکھنا ہوتا ہے۔

41۔ ایسی غلطی جو کہ الیکشن کو غیر شفاف قرار دینے پر منبج ہوں کے پیش نظر رکھتے ہوئے الیکشن کمیشن پیشگی اپنے اختیارات استعمال کر سکتی ہے۔

ایک کیس جس کا عنوان بحوالہ درخواست دائر کردہ منجانب سید قائم علی شاہ جیلانی (PLD 1991 Jour.41) الیکشن کمیشن نے عوام کے ایک خاص طبقے کے ووٹ ڈالنے کے حق کو یقینی بنانے کیلئے آرٹیکل (3) 218 کے تحت اپنے اختیارات کا تدارکی استعمال کرتے ہوئے ضروری انتظامات کیئے۔ اس کیس سے یہ اخذ کیا جاتا ہے کہ دفعہ (3) 218 کے تحت الیکشن کمیشن کو یہ اختیار حاصل ہے کہ دفعہ (3) 218 میں متذکرہ معیار کی خلاف ورزی اگر ابھی نہ بھی ہوئی ہو تب بھی الیکشن کمیشن قانونی طور پر اس بات کا مجاز ہے کہ اس قسم کی خلاف ورزی کو روکنے کیلئے اپنے اختیارات کا تدارکی استعمال کرے۔ مزید براں مسماۃ قمر سلطانہ بنام عوام الناس (1989 MLD 360) اور بحوالہ متذکرہ بالا Complaint of Malrpactices in Contitutuency No.NA 57, Sargodha-v دونوں اس دلیل کو تقویت دیتے ہیں کہ آرٹیکل (3) 218 کے تحت حاصل شدہ اختیارات کے تحت الیکشن کمیشن انتخابات کو صاف شفاف بنانے کے لئے ایسے تمام احکامات صادر کرنے کا مجاز ہے جو کہ اسکے نقطہ نظر میں ضروری ہوں۔ یہ فیصلے اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ الیکشن کمیشن وسیع تر اختیارات کا حامل ہے جس میں نہ صرف تدارکی اختیارات بلکہ ایسے تمام احکامات کا صادر کرنا جس سے کہ صاف شفاف انتخابات کو یقینی بنانے کے لئے دفعہ (3) 218 میں بیان کردہ معیار پر پورا اترتا جا سکے۔

42۔ مزکورہ بالا آئینی دفعات کے پیش نظر پارلیمنٹ نے قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کو باقاعدہ بنانے کیلئے مختلف قوانین بشمول ROPA بنائے ہیں۔ ROPA الیکشن کمیشن

کے ذمہ داریوں اور اختیارات کو مزید بڑھا کے اسے پارٹی کے اندرونی معاملات، نمائندوں اور پارٹی کے الیکشن سے قبل اور الیکشن کے دن تک کی سرگرمیوں کی نگرانی، الیکشن کے تمام معاملات کا تصفیہ کرنا۔ الیکشن کو کالعدم قرار دیتے اور انتخابی قوانین کی خلاف ورزی پر سزا دینے کا اختیار شامل ہے۔ اس کے کام کے پیچیدہ ہونے کے اعتراف میں ROPA کے دفعہ (2) 25 نے الیکشن کمیشن کو مزید اختیار دیا ہے۔ کہ کسی بھی شخص یا اتھارٹی سے اس ایکٹ کے مقصد کیلئے کوئی بھی کام یا مدد جیسا کہ وہ چاہیں۔ طلب کریں۔ ROPA کے دفعہ (C) 103 کے تحت الیکشن کمیشن ایسے ہدایات جاری کرنے اور اختیارات استعمال کرنے اور بعد میں ایسے احکامات صادر کرنے کا مجاز ہے جو کہ اسکے نقطہ نظر میں ایک الیکشن کو صاف شفاف اور دیانتداری اور اس قانون اور رولز کے مطابق منعقد کرنے کیلئے ضروری ہوں۔ آئین کی دفعہ 220 بھی وفاقی اور صوبائی مشینری کو اس بات کی پابند بناتی ہے کہ وہ الیکشن کمیشن کو انکی آئینی ذمہ داریاں پوری کرنے میں مدد فراہم کریں۔ اس لئے قانون الیکشن کمیشن کو انتخابی مراحل سے بلا واسطہ یا پیوستہ تمام متعلقہ معاملات سے نمٹنے کیلئے وسیع تر ذاتی اور جامع اختیارات دیتا ہے۔

43۔ آئین پاکستان کی دفعہ (3) 218 الیکشن کمیشن کو یہ بھی اختیار دیتی ہے کہ اس بات کو یقینی بنائے کہ انتخابی مرحلہ کسی بدعنوانی یا غیر قانونی عوامل سے دوچار نہ ہوں۔ ROPA کے دفعات 78, 79, 80, 81, 80-A اور 83 کے تحت "CORRUPT PRACTICES & ILLEGAL PRACTICES" کے مفہوم کا جامع تعریف کیا گیا ہے۔ ROPA کی دفعات 82, 99 اور 100 اس قسم کے عوامل کے نتائج کی مزید تشریح کرتے ہوئے اسکی خلاف ورزی کرنے والوں و بشمول دیگر قید، جرمانہ اور نااہل قرار دینے کی کافی بنیاد فراہم کرتی ہے۔ یہ ان دفعات میں بیان کی گئی (Provisions) تمام سرگرمیوں کو قابل دست اندازی الیکشن کمیشن کے زمرے میں لاتی ہیں۔ اسی طرح ROPA کا دفعہ (a) 103 الیکشن کمیشن کو ہدایت کرتا ہے کہ شفاف انتخاب کو یقینی بنائے۔ ایسا کرنے کا مطلب ہے کہ انتخاب میں وسیع پیمانے پر بدعنوانی جس میں جبر، دھمکی اور دباؤ شامل ہیں کا استعمال نہ ہو اگر ایسا کیا گیا تو انتخاب میں پائی جانے والی شفافیت کی نفی کریں گے۔ جب کہ دفعات 78, 79, 80, 81-A اور 83 ان عوامل کو واضح کرتی ہیں جن کی الیکشن کمیشن دفعہ (3) 218 اور دفعہ (a) 103 کے تحت نگرانی کر سکتی ہے۔ کافی حد تک اس کی متعین شدہ، قابل دست اندازی عوامل کے دائرہ کو بڑھا کر ان کو روکنے کی ذمہ داری پر زور دیتی ہے۔ اس معیار کو نافذ العمل کرنے کے لئے زیر دفعہ (c) 103 الیکشن کمیشن کو کسی

قسم کی ہدایت جاری کرنے، اپنے اختیارات کا صحیح استعمال کرنے اور احکامات صادر کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔

44- اس بات میں کوئی دو رائے نہیں کہ الیکشن کمیشن ایک آزاد اور مکمل طور پر بااختیار آئینی ادارہ ہے۔ اٹھارویں اور بیسویں آئینی ترمیم نے اس کی آزادی اور دائرہ اختیارات کو کافی حد تک بڑھا دیا ہے۔ اٹھارویں ترمیم سے قبل کمیشن چیف الیکشن کمشنر اور دو ریٹائرڈ ججز بطور ممبر پر مشتمل ہوتا تھا۔ اٹھارویں ترمیم کی رو سے اس کے ارکان کی تعداد دو سے بڑھا کر چار کر دی گئی۔ اس اضافے کے ساتھ کہ ہر ممبر ہر صوبے کی متعلقہ ہائی کورٹ کا جج ہوگا۔ جو کہ صدر پاکستان آئین کی دفعات آرٹیکل 218(1) اور 2(A) & (B) کے تحت اور دیے گئے طریقہ کار کے مطابق مقرر کریں گے۔

الیکشن کمیشن کو وسیع تر ذمہ داری کا سونپا جانا اور اس کی طاقت میں اضافہ کرنے کی اس کوشش کا حصہ ہے جس کے ذریعے اس کو اپنی وسیع تر ذمہ داریوں سے عہدہ برآہ ہونے کے لئے ساز و سامان سے لیس کرنا ہے۔ یہ کوشش کمیشن پر بڑھتے ہوئے اعتماد کی عکاس بھی ہے۔ کہ وہ ”صاف و شفاف منصفانہ اور قانون کے مطابق“ کسی دباؤ میں آئے بغیر آزادانہ طور پر انتخابات کا انعقاد کرنے کے لئے کام کرے۔ پارلیمانی نظام حکومت اور جمہوری نظام کی بنیادوں میں آئینی طور پر آزاد اور بااختیار الیکشن کمیشن کو مسلم و بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ ماضی میں الیکشن کمیشن نے بیرونی دباؤ کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے اور اپنی ذمہ داریوں سے کامیابی کے ساتھ عہدہ برآہ ہونے میں ناکام ہو گیا۔ الیکشن کمیشن کی مذکورہ بالا معیارات کے عین مطابق انتخابات کے انتظام و انعقاد کی کوشش کو بجالانے میں نااہلیت نے پاکستان میں جمہوری نظام پر مضر اثرات مرتب کر دیئے تھے۔ اس (بد عملی) نے نہ صرف انتخابات کے منصفانہ ہونے، اکثریتی جماعت کے حکومت سازی کے دعویٰ کے تقدس کو پامال کر دیا ہے۔ بلکہ الیکشن کے انعقاد کے بارے میں آئین کی واضح ہدایات سے کج روی برتتے ہوئے شہریوں کے آئین کی بالادستی اور قانون کی حکمرانی کے تصور پر بھروسہ کو برباد کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں سیاسی جماعتوں، آزاد امیدواروں اور شہریوں کی طرف سے انتخابات کے کچھ نتائج سے لائق و تردید جیسے واقعات کا مشاہدہ کیا۔ انتخابات میں دھاندلی ہی کو 1977 میں مارشل لاء کے نفاذ جس کو بد قسمتی سے سپریم کورٹ نے جائز قرار دیا تھا کی سب سے بڑی وجہ قرار دیا گیا۔ نوے دن کے اندر ملک میں صاف شفاف انتخاب کے انعقاد کی طفل تسلی کی امید پر نیچے پاکستان کے عوام پر غیر آئینی حکم نامہ نافذ کر دیا۔ جنرل ضیاء الحق، چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی طرف سے کیا گیا مقدس وعدہ کبھی بھی وفا نہ ہوا اور پاکستان کی عوام لگ بھگ گیارہ سال کے عرصہ پر محیط غیر آئینی عہد حکومت کے عتاب میں رہے۔ ان اختیارات اور آزادی جس سے آج کا الیکشن کمیشن محظوظ ہو رہا ہے کی روشنی میں کسی بھی طاقت کے بدقسمت استعمال اور آئین کی جمہوریت کے قیام و حفاظت سے متعلق ہدایات سے سرکشی ناممکن محسوس ہوتی ہے۔

45- مزید برآں آئین کی دفعہ 221 کے تحت کمیشن، صدر کی منظوری کے بعد، اپنے ملازمین کی تعیناتی کے

اصول و ضوابط بنانے میں باختیار ہے۔ اسی طرح ROPA کی دفعہ 107 کے تحت کمیشن، صدر کی منظوری کے بعد، اس ایکٹ کے مقاصد کی تعمیل کے حصول کے لیے اصول و ضوابط بنا سکتا ہے۔ یہ اختیارات کمیشن کو آزادانہ طریقہ سے اپنے اختیارات استعمال کرنے کی بھی آزادی مہیا کرتا ہے۔ اسی طرح کے نتائج شیخ رشید احمد بنام سرکار پاکستان کے کیس (PLD 2010 SC 573) میں بھی دیے گئے ہیں اور ان کو تقویت ملتی ہے جس کا مذکورہ پیرا گراف درج ذیل ہے:-

"9۔ ہم نے مذکورہ بالا معروضات پر غور کیا اور جو مواد ہمارے سامنے پیش کیا گیا اُس کا بھی بغور جائزہ لیا ہے۔ آئین کا آٹھواں جزو 213 تا 226 دفعات پر مشتمل ہے جو "الیکشن" کے متعلق ہیں۔ دفعہ 213 سے ظاہر ہوتا ہے کہ چیف الیکشن کمشنر اس حصہ / باب میں کمشنر تصور کیا جائے گا جبکہ دفعہ 219 (بی) میں کہا گیا ہے کہ کمشنر کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ سینٹ یا کسی بھی ایوان یا صوبائی اسمبلی میں خالی ہونے والی نشست پر الیکشن کا انتظام کرائے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آئین الیکشن کمشنر پر الیکشن کرانے کی ذمہ داری عائد کرتا ہے۔ آئین کی دفعہ 220 کے تحت وفاقی اور صوبائی انتظامی اداروں پر یہ ذمہ داری عائد کی گئی ہے کہ وہ الیکشن کمشنر کو اُس کے فرائض کی ادائیگی میں مدد فراہم کریں؛ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کمشنر اور الیکشن کمشن کو ان کی ذمہ داری کی ادائیگی میں دوسرے اداروں پر ترجیح دی گئی ہے کہ انتظامی اداروں کو پابند بنایا گیا ہے کہ وہ الیکشن کمشن کی معاونت کریں۔ دوسرے الفاظ میں "معاونت کرنا کمشنر کو یا الیکشن کمیشن کی اس لحاظ سے انتظامی اداروں کے پاس سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں کہ بلا ہچکچا ہٹ اپنی مدد و معاونت کمشنر اور الیکشن کمشن کو دیں تاکہ احسن طریقے سے معاملات ادا ہوں اور اسکی راہ میں مشکلات حائل نہ ہوں نہ کہ الیکشن کے عمل میں رکاوٹ بنے یا اس عمل کو سست روی کا شکار ہونے دیں سے یا اپنے ذمہ داریاں ادا کرنے میں الیکشن کمشن کو کسی نشست پر انتخابات کرانے میں کوئی مشکل نہ ہو۔ آئین کی دفعہ 220 کے تحت ان مہیا کردہ اختیارات دفعہ 190 کے تحت دیئے گئے اختیارات کی طرح ہیں جن کے مطابق "پاکستان کے تمام انتظامی اور عدالتی ادارے سپریم کورٹ کی مدد کے پابند ہیں"؛ جس کی رو سے سپریم کورٹ کو عدالتی درجہ بندی میں سب سے اہم حیثیت حاصل ہے اور اس بارے آئین اس کی آزادی کی حفاظت کرنے کی ذمہ داری لیتا ہے۔ لہذا مختصر اُیہ کہ آئین کی مذکورہ بالا شقوں کے مطابق ساری بحث کا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ چیف الیکشن کمشنر اور الیکشن کمشن مکمل طور پر آزاد ہیں

اپنے دائرہ کار میں اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے ہوئے آئین کے جزو آٹھ کے مطابق جس میں کسی بھی فریق کی جانب سے کسی قسم کی مداخلت کی کوئی گنجائش نہیں جیسا کہ موجودہ کیس میں کیا گیا ہے۔ تمام وفاقی اور صوبائی حکومتیں بشمول قانون نافذ کرنے والی ایجنسیاں ان سب پر یہ ذمہ داری عائد ہے کہ چیف الیکشن کمشنر / الیکشن کمشنر کے فرائض کی آزادانہ ادائیگی کو نہ صرف یقینی بنائیں بلکہ انکو مضبوط کریں تاکہ وہ اپنی آئینی ذمہ داریاں صحیح طور پر، آزادانہ اور بغیر کسی رکاوٹ اور دباؤ کے ادا کریں۔"

- اس لیے کہا جاسکتا ہے کہ الیکشن کمشنر کے اوپر صدر کی منظوری کے بعد قواعد و ضوابط بنانے کی کوئی پابندی نہیں تاکہ اس امر کو یقینی بنایا جائے کہ الیکشن شفاف اور ان کا انعقاد دیا ننداری سے ہو اور یہ کہ بدعنوانی سے پاک ہوں۔ آئین کی دفعہ 222 کے تحت مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) آئین کے تحت درج ذیل مقاصد کے لیے قوانین بنا سکتی ہے:-
- a- آئین کی دفعہ 41 کی ذیلی دفعات 3 اور 4 کے تحت قومی اسمبلی میں نشستوں کی تعداد کا تعین
 - b- الیکشن کے لیے حلقہ بندیوں کا تعین
 - c- ووٹرسٹوں کی تیاری بمطابق حلقہ کی ضروریات کے اور ووٹرسٹوں کے متعلق اعتراضات کا حل نکالنا
 - d- الیکشن کرانا اور الیکشن سے متعلق دائر درخواستوں کا جائزہ اور اس سلسلے میں شکوک و شبہات کا خاتمہ
 - e- الیکشن کے بدعنوانیاں اور جرائم کے معاملات کو دیکھنا
 - f- تمام دوسرے معاملات جو دونوں ایوانوں یعنی ایوان بالا اور ایوان زیریں کے وجود کے لیے اور صوبائی اسمبلیوں کے لیے ضروری ہوں؛

جب کہ مجلس شوریٰ ان عوامل کو باقاعدہ بنانے کے لیے قوانین بنا سکتی ہے لیکن کوئی ایسا قانون جو الیکشن کمشنر یا کمیشن کے اختیارات میں کمی کر دے ایسا قانون بنانے کی قانوناً اجازت نہیں۔

46- یہ بہت ضروری ہے کہ الیکشن کمشنر صحیح معنوں میں پُر اثر اور جاں فشانی سے اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوں جبکہ آئین کی دفعہ (a)(6) 51 کے تحت یہ بیان کر دیا گیا ہے کہ عوام کے نمائندے "قانون کے مطابق بالواسطہ اور آزادانہ ووٹ سے منتخب ہوں گے" تو آئین اس ہدایت کی تعمیل میں "انتخابات" کو اولیت اور اہم حصہ قرار دیتا ہے۔ الجہاد ٹرسٹ بنام سرکار پاکستان (PLD 1997 SC 84) کے فیصلہ کے صفحہ 254 پر ہے، اس عدالت نے الیکشن کمیشن کے اہم کردار پر بحث کی ہے اور کہا ہے کہ اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کی تعمیل کرتے ہوئے الیکشن کمشنر "قوم کے ایک حصہ یعنی ایک ادارے کو جنم دیتا ہے جس کو "پارلیمنٹ" کہتے ہیں۔ اس عظیم ذمہ داری کی پُر اثر تعمیل اور ایماندارانہ ادائیگی ایک

منتخب جمہوری حکومت کو زیادہ جائز اختیارات دیتی ہے جو کہ دستور کی منشاء کو بروئے کار لاتا ہے۔ اس لیے یہ بہت ضروری ہے کہ الیکشن کمشن اپنے مکمل اختیارات استعمال کرے تاکہ الیکشن کا عمل صحیح انداز سے پایہ تکمیل پہنچے۔ اپنی ذمہ داریوں میں ادائیگی میں کوئی بھی کوتاہی ہمارے آئین کی ہدایات کی کھلی خلاف ورزی ہوں گی۔ جو ہمارے آئینی حکم نامے اور ریاست کے بصیرتی عمل کو تباہ کرے گی۔ لہذا مناسب حالات میں الیکشن کمشن کو ہدایات دی جائے کہ وہ اپنی آئینی اور قانونی ذمہ داریاں پوری کرے اور تمام متعلقہ معاملات کو آئین اور قانون کے مطابق ڈھالے۔

47۔ ہم نے آئین کی دفعہ (3) 218 اور ROPA کی متعلقہ دفعات کی روشنی میں اس معاملے کا جائزہ لیا ہے۔ یہ بات قابل غور ہے کہ موجودہ کیس میں شامل تمام فریقین یہ بیان کرتے ہیں کہ الیکشن کے اخراجات اور الیکشن کی دوسری سرگرمیوں کے لیے قوانین، قانونی کتابوں میں پہلے سے موجود ہیں۔ یہ نظام جو معاملات کو چلاتا ہے متعلقہ شقوں اور دفعات کی شکل میں آئین کے اندر موجود ہے اور آئین اور ROPA دوسرے قوانین مثال کے طور پر Senate (انتخابات) ایکٹ 1975 میں موجود ہیں۔ یہ بتایا جاتا ہے کہ ROPA کی دفعہ 48 'الیکشن اخراجات کے متعلق جبکہ دفعہ 49 میں انتخابی مہم کے اخراجات پندرہ لاکھ روپیہ برائے سینٹ اور قومی اسمبلی کی ایک نشست کے الیکشن کے لیے اور دس لاکھ روپیہ صوبائی اسمبلی کی نشست کے الیکشن کیلئے ہے۔ ROPA کی دفعہ 68 بیان کرتی ہے کہ ٹریبونل انتخابات میں کامیاب امیدوار کا نتیجہ فاصد قرار نہیں دے سکے گا جب تک کہ اُسے امیدوار کی جانب سے کسی قسم کی بدعنوانی اور غیر قانونی سرگرمی یا عمل میں لائی گئی ہو یا اُس کے کسی الیکشن ایجنٹ یا کسی دوسرے کے ذریعے جس میں کامیاب امیدوار کا عمل دخل رہا ہو یا اُس کے الیکشن ایجنٹ کا۔ دفعہ 68 کی ذیلی دفعہ 2 میں بتایا گیا ہے کہ کس طرح ایک کامیاب امیدوار کی ناکامی کی اعلان کیا جائے گا اس بنیاد پر آیا کہ کوئی غلط یا غیر قانونی عمل سرزد ہوا ہے کہ نہیں، اگر ٹریبونل مطمئن ہے کہ ایسا عمل وقوع پذیر نہیں ہوا اُس امیدوار یا اُس کے الیکشن ایجنٹ سے یا ان کی مدد سے اور یہ کہ امیدوار اور الیکشن ایجنٹ نے اُس کے وقوع پذیر ہونے کی رکاوٹ میں تمام ضروری احتیاطی تدابیر اختیار کیں۔ ایکٹ کی دفعہ 70 میں بیان ہے کہ ٹریبونل انتخابات کے عمل کو مکمل طور پر بھی مسترد کر سکتا ہے جب وہ مطمئن ہو کہ انتخابات کے عمل کے دوران کسی غلط اور غیر قانونی حقیقی طریقے سے انتخابات کے نتائج کو متاثر کیا گیا ہے۔ ایکٹ 1796 کی دفعہ 78 میں بدعنوانیوں کی وضاحت کی گئی ہے جس میں علاوہ ازیں دفعہ 49 کی شرائط کی خلاف ورزی بھی شامل ہے۔

سیکشن 82 کے تحت جو شخص بدعنوانی پر مبنی افعال کا مجرم ہوا اسے تین سال تک قید یا جرمانہ جو کہ پانچ ہزار تک ہو سکتا ہے یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔ سیکشن (1A) 99 کے تحت وہ شخص جو کہ بااختیار عدالت سے کسی بھی قانون کے تحت بشمول دیگر بدعنوانی یا اخلاقی گراوٹ یا اختیارات کے ناجائز استعمال پر سزا یافتہ ہو تو وہ شخص اسمبلی کا ممبر منتخب ہونے سے نااہل قرار پائے گا۔ تاوقتیکہ اس کے خلاف کرپشن میں ملوث ہونے کے اس فیصلے پر عمل درآمد کے شروع ہوئے پانچ سال گزر چکے

ہوں۔ مندرجہ بالا قوانین کو سامنے رکھتے ہوئے ہم جناب رفیق راہوانہ ASC کی اس دلیل سے اتفاق کرتے ہیں کہ الیکشن کے موجودہ قوانین پر سختی سے عمل درآمد وقت کی اہم ضرورت ہے۔ ہم جناب ڈاکٹر خالد راہنجا Sr. ASC کی اس دلیل سے بھی اتفاق کرتے ہیں کہ آئین پاکستان اور الیکشن قوانین ایک مکمل اور جامع طریقہ کار مہیا کرتے ہیں جن کے تحت انتخابی اخراجات کو کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔ اور اس سلسلے میں مختلف جرائم ان کی سزائیں اور خلاف ورزی کی صورت طریقہ کار تجویز کئے گئے ہیں۔ یہ ایک قطعی امر ہے کہ آئین کے آرٹیکل اور قانونی نکات جو کہ انتخابی اخراجات کو کنٹرول کرنے کے لئے وضع کئے گئے ہیں پر ان کی روح کے مطابق عمل درآمد نہیں ہو رہا ہے۔ لہذا اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ ان تمام قوانین پر تمام متعلقہ فریقین کی طرف سختی سے عمل درآمد کیا جائے۔ یہ طریقہ کار جو کہ انتخابی عمل کو کنٹرول کرتا اس پر فی الوقت مسلسل عمل درآمد نہیں کیا جا رہا ہے۔ اس طریقہ کار پر ناقص عمل درآمد اس غلط نقطہ نگاہ کو تقویت دیتا ہے کہ الیکشن کمیشن کے پاس معاملے پر عمل درآمد کرانے کی صلاحیت نہیں ہے۔ یہاں پر ہم اس بات کا بھرپور اظہار کرتے ہیں کہ الیکشن کمیشن مکمل طور پر با اختیار اور آزاد کہ وہ وہ تمام کام کرے جن کی تکمیل کی ذمہ داری آئین نے اسے سونپی ہے۔

48۔ ہم اب ان خاص عوامل کی طرف توجہ کرتے ہیں جن کو سائلین سامنے لائے ہیں۔ جہاں تک امیدوار کے مالی احتساب کا تعلق ہے، سیکشن 50 ROPA کے تحت ہر امیدوار ماسوائے کامیاب امیدوار کے اس بات کا پابند ہے کہ وہ کامیاب امیدوار کا نوٹی فیکیشن ہونے کے تیس دن کے اندر انتخابی اخراجات کا گوشوارہ جمع کروائے۔ سیکشن پچاس کی ذیلی سیکشن نمبر (2) کے تحت کامیاب امیدوار انتخابی اخراجات کا گوشوارہ ریٹرننگ آفیسر کو مجوزہ نمونے کے مطابق جمع کروائے گا۔ (a) تمام ادائیگیوں کی تفصیل بمعہ رسیدات جو کہ امیدوار نے کیں۔ (b) تمام زیر تصفیہ ادائیگیوں کی تفصیل (c) تمام واجب الادا رقوم کی تفصیل، اگر کوئی ہے تو، (d) تمام رقومات، تمسکات و دیگر جو کہ امیدوار نے وصول کئے یا کسی شخص نے امیدوار کے فائدے کے لئے خرچ بمعہ اس شخص کے نام جس نے یہ رقومات دیں/یا خرچ کیں کی مکمل تفصیل۔ ذیلی سیکشن نمبر (3) کے تحت جو تفصیلات ذیلی سیکشن نمبر (2) کے ضمن میں دی جائیں ان کے ساتھ امیدوار کے بیان حلفی جو کہ دیئے گئے طریقہ کار کے مطابق ہو بھی جمع کروایا جائے گا۔ سیکشن 51 ROPA کے تحت ریٹرننگ آفیسر پابند ہے کہ وہ گوشوارے اور کاغذات جو کہ سیکشن پچاس کے تحت جمع کروائے گئے کو اپنے پاس رکھے اور ان کاغذات کے جمع ہونے کے ایک سال کے اندر وہ کسی بھی شخص کو اجازت دے کہ وہ دی گئی فیس ادا کر کے ان کاغذات کو دیکھے یا ان کی نقول حاصل کرے۔ اگرچہ انتخابی اخراجات کا گوشوارہ نتائج کے تیس یوم کے اندر جمع کروانا ضروری ہے لیکن پھر بھی انتخابی اخراجات پر متواتر نظر رکھنی ضروری ہے کیونکہ انتخابی مہم کے اختتام کے بعد انتخابی اخراجات کا ثبوت حاصل کرنا ایک مشکل کام ہو جاتا ہے۔ چوہدری شجاعت حسین اور جناب مشاہد حسین سید صدر و سیکرٹری جنرل پی ایم ایل (کیو) عدالت میں 28-03-2012 کو پیش ہوئے اور بیان کیا کہ منتخب امیدوار ان حلف لینے کے فوراً بعد انتخابی اخراجات کے جھوٹ پر مبنی گوشوارے جمع کرواتے ہیں۔

49۔ اس انتہائی اہم مسئلے پر قابو پانے کے لے ہمارے خیال میں الیکشن کمیشن کو اس روز سے جب الیکشن کا اعلان ہوتا ہے انتخابی اخراجات پر نظر رکھنی چاہیے تمام اخراجات جو کہ الیکشن سے متعلقہ معاملات پر کئے جاتے ہیں ان کی قانونی جواب دہی ضروری ہے۔ یہ اسی جواب دہی کے نہ ہونے کی وجہ سے ہے کہ انتخابی اخراجات فی امیدوار دسیوں لاکھوں میں چلے جاتے ہیں اور دی گئی حد کو اس کر جاتے ہیں۔ ہم اس بات پر زور دیتے ہیں کہ دی گئی حد سے زیادہ اخراجات بدعنوانی کے زمرے میں آتے ہیں اور ہم الیکشن کمیشن کو یہ ہدایت کرتے ہیں کہ وہ اپنی قواعد وضع کرنے کی طاقت کو استعمال کرے اور ایسے ضوابط وضع کرے جن کے ذریعے انتخابی اخراجات اور دوران الیکشن کی جانے والی بدعنوانی پر قانون کے مطابق نظر رکھی جاسکے اور اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ الیکشن کا انعقاد منصفانہ دیانتدارانہ اور قانون کے مطابق ہو۔ انتخابی اخراجات پر نظر رکھنے کا نظام جیسا کہ مانیٹرنگ سیل، نگرانی کا نظام، میڈیا رپورٹس وغیرہ اپنائے جائیں تاکہ انتخابی اخراجات پر نظر رکھی جاسکے، چاہے یہ انتخاب، ممبران قومی اسمبلی، سینیٹ، صوبائی اسمبلیوں یا مقامی حکومتوں کے ہوں۔ الیکشن کمیشن کو چاہیے کہ وہ امیدواران کے ساتھ ملاقاتیں کرے انہیں متعلقہ قوانین سے آگاہ کرے اور ہفتہ وار بنیادوں پر ان سے اخراجات کے گوشوارے بذریعہ الیکشن سٹاف وصول کرے، وقتاً فوقتاً مختلف مقامات کا اچانک معائنہ کرے۔ الیکشن اخراجات سے متعلقہ تمام لین دین جی ایس ٹی رجسٹرڈ کمپنیوں اور افراد کے ساتھ کیا جائے۔ مزید یہ کہ امیدوار تمام اخراجات کے گوشوارہ انتخابات کے فوراً بعد جمع کروائیں۔ اس گوشوارے میں مندرجہ ذیل اضافی تفصیلات کا ہونا بھی ضروری ہے:-

انتخابی اخراجات پورے کرنے کے لئے میں نے کھاتہ نمبر..... جو کہ..... (شیڈول بینک اور برانچ کا نام) میں ہے، کھولا ہے اور مبلغ رقم..... جس کی قانون کے تحت اجازت ہے اس کھاتے میں جمع کروادی ہے۔

تمام انتخابی اخراجات صرف اسی رقم سے کئے جائیں گے جو کہ متذکرہ بالا کھاتہ میں جمع کروائی گئی

ہے۔

کوئی اور لین دین انتخابی اخراجات کے زمرے میں کسی دیگر کھاتہ سے نہیں کیا جائے گا ماسوائے

اس کھاتہ سے جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔ (بینک سٹیٹمنٹ کی نقل اس گوشوارے کے ساتھ منسلک ہے)

انتخابی اخراجات کی تفصیلات کی روزانہ کی بنیاد پر تیاری امیدوار کی ذمہ داری ہوگی امیدوار کے روزانہ کی بنیاد پر انتخابی اخراجات کی نگرانی کے لئے انتخابی اخراجات سینٹر/ٹیمیں تشکیل دی جانی چاہئیں۔ ریٹنگ آفیسر کی خدمات سے بھی اس سلسلے میں استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ یہ صرف اسی سخت نظام کی بدولت ممکن ہوگا جو کہ سیاسی نظام کے حلقوں میں مبنی برا حساب ہو۔

50۔ انتخابات اور انتخابی مہم کے دوران زیادہ تر امیدوار اور ان کے حامی بڑی بڑی کارریلیاں نکالتے ہیں اور قیمتی

گاڑیوں کا استعمال ووٹرز پولنگ اسٹیشنز پر لے جانے کے لئے کیا جاتا ہے اس طریقے سے یہ امیدوار اور سیاسی پارٹیاں بیش بہا اخراجات کرتے ہیں اور سیکشن 49 میں مقرر کردہ حد کو پار کر جاتے ہیں۔ یہ طریقہ کار عوام کے لئے تکلیف کا باعث بھی بنتا ہے اور اسی طرح بیماروں اور طلباء کی پریشانی کا باعث بنتا ہے۔ اس طرح کی ریلیوں کو لمبے راستوں پر چلنے کی اجازت نہیں دی جانی چاہیے ماسوائے کہ وہ کارنر میٹنگ پہلے سے طے شدہ جگہوں پر کریں۔ ان میٹنگز کے متعلق مقامی انتظامیہ عوام کو مطلع کریں۔ مقامی انتظامیہ اس بات کو بھی یقینی بنائے کہ تمام امیدواران برابری کی بنیاد پر مواقع فراہم کئے جائیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہ اخراجات جو کہ ٹرانسپورٹ کرایہ داری پر لیتے اور استعمال کرنے کے لئے کئے جاتے ہیں ان کی کبھی بھی موثر نگرانی الیکشن کمیشن نے نہیں کی۔

لہذا ہم الیکشن کمیشن آف پاکستان کو ہدایت کرتے ہیں کہ وہ اُن تمام اخراجات جو کہ الیکشن مہم کے ساتھ بلا واسطہ یا بالواسطہ تعلق رکھتے ہیں کا حساب کرے۔ مزید برآں ووٹرز کی سہولت کیلئے پورے ملک میں پولنگ اسٹیشنز کی تعداد کو مناسب طور پر بڑھایا جائے تاکہ ووٹرز کی رہائش گاہ سے پولنگ اسٹیشن کا فاصلہ 2 کلومیٹر سے زیادہ نہ ہو۔ اس سلسلے میں الیکشن کمیشن کو الیکشن والے دن تمام پرائیویٹ ٹرانسپورٹ پر پابندی عائد کرنے کی تجویز پر غور کرنا چاہئے اور متبادل طور پر ووٹرز کو الیکشن کمیشن کی گاڑیوں یا الیکشن کمیشن کے ذریعے کرائے پر لی گئی گاڑیوں میں پولنگ اسٹیشنز پر لے جایا جائے اور ایسی گاڑیوں کے رُوٹس کو عوام کی آگاہی کیلئے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں وسیع پیمانے پر مشہر کیا جائے۔

51۔ دورانِ سماعت، ہم نے 17-04-2012 کے آرڈر کے ذریعے متعلقہ حکام کو ہدایت کی تھی کہ وہ موجودہ پولنگ سکیم اور پولنگ اسٹیشنز کی تعداد کے متعلق رپورٹ پیش کریں۔ اس آرڈر کا متعلقہ حصہ مندرجہ ذیل ہے:-

”اس عدالت کے احکامات کی تعمیل میں سید شیر افگن ڈی۔ جی (الیکشنز)، الیکشن کمیشن آف پاکستان، پولنگ اسکیم جو 2007 میں سال 2008 کے الیکشن کیلئے بنائی گئی تھی (33 book) اسے ریکارڈ پر لائے ہیں۔ انہیں ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اس الیکشن / پولنگ سکیم (33 book) کی کاپی عدالتی ریکارڈ کیلئے حوالے کریں۔ انہیں یہ بھی ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ NA 49 کے حلقہ انتخاب کی الیکشن / پولنگ اسکیم کے نوٹیفیکیشن کی کاپی بھی کمشنر اور ڈپٹی کمشنر ICT کو مہیا کریں جو کہ مندرجہ ذیل نکات کے حوالے سے اپنی رپورٹ پیش کریں:-

(i) آیا پولنگ / الیکشن سکیم جو کہ کئی سالوں سے چلی آرہی ہے وہ ووٹرز کی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے کافی ہے تاکہ وہ الیکشن لڑنے والے امیدواروں کے انتظامات مثلاً ٹرانسپورٹ وغیرہ پر انحصار کئے بغیر اپنے حق رائے دہی کو با آسانی استعمال کر سکیں۔

(ii) آیا نئی انتخابی فہرست کے مطابق پولنگ اسٹیشنز کی تعداد کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔“

مندرجہ بالا آرڈر کی تعمیل میں پیش کی گئی رپورٹ میں سے متعلقہ اقتباسات درج ذیل ہیں:-

3۔ پولنگ اسکیم Representation of the People Act 1976 کی دفعہ 8 کے تحت تیار کی گئی ہے۔ حلقہ انتخاب NA 49 میں 2008 کے عام انتخابات کیلئے 197 پولنگ اسٹیشنز بنائے گئے جبکہ درج ووٹرز کی تعداد 242877 تھی۔ قانون کے مطابق تمام پولنگ اسٹیشنز سرکاری عمارتوں میں بنائے گئے تھے۔ ہر پولنگ اسٹیشن 3 کلومیٹر کے علاقے کا احاطہ کرتا تھا۔ اندازاً ہر پولنگ اسٹیشن پر 1500 سے 2500 ووٹرز کو ان کے ووٹ ڈالنے کی سہولت فراہم کی گئی تھی۔ اور ہر پولنگ اسٹیشن پر 2 سے 4 پولنگ بوتھ بنائے گئے تھے۔

4۔ سپریم کورٹ کے احکامات اور Acting چیف الیکشن کمشنر آف پاکستان کے زیرِ صدارت کیے گئے اجلاس کے نتیجے میں ڈپٹی کمشنر آفس میں فیڈرل ڈائریکٹوریٹ آف ایجوکیشن، ڈسٹرکٹ الیکشن کمشنر اسلام آباد اور متعلقہ sub divisional مجسٹریٹس کے درمیان مشاورت ہوئی جس میں یہ بات سامنے آئی کہ 2008 کے مقابلے میں اب تک 56723 نئے ووٹرز کا اندراج ہو چکا ہے جس کی وجہ سے NA 49 کے پہلے سے درج شدہ 242877 کے مقابلے میں ووٹرز کی تعداد بڑھ گئی۔ لہذا پولنگ اسٹیشنز کی تعداد بڑھانے کی ضرورت ہے تاکہ وہ ووٹرز کی تعداد میں اضافے کے ساتھ مطابقت رکھ سکیں۔ اس مجوزہ ڈرافٹ میں 50 نئے پولنگ اسٹیشنز بنانے کی سفارش کی گئی ہے جس کی وجہ سے 2008 کے 197 پولنگ اسٹیشنز کے مقابلے میں اب پولنگ اسٹیشنز کی تعداد 247 ہو جائے گی۔ پولنگ اسٹیشنز کی تعداد بڑھانے سے دوہرے فوائد حاصل ہوں گے جو کہ درج ذیل ہیں:-

(i) مزید پولنگ اسٹیشنز، ووٹرز کا پولنگ اسٹیشنز سے فاصلہ کم کر دیں گے۔

(ii) پولنگ اسٹیشنز پر دباؤ کم ہوگا جس کی وجہ سے ہر پولنگ اسٹیشن پر Turn over تیز ہو جائے گا۔

5۔ اس مشق کے نتیجے میں ہر پولنگ اسٹیشن پر اندازاً ووٹرز کی تعداد 1212 ہے جو کہ قابلِ کار تعداد ہے۔ اضافی پولنگ اسٹیشنز کے تعین میں ووٹرز نے جو فاصلہ طے کرنا ہے اسے مدِ نظر رکھا گیا ہے۔ ابھی NA 49 میں 847 مردم شماری کے بلاکس ہیں۔ پولنگ اسٹیشن اس طرح بنائے گئے ہیں کہ وہ 2008 کے عام انتخابات کے 3 کلومیٹر کے مقابلے میں

کلومیٹر قطر کو Cover کرتے ہیں۔

6۔ پولنگ اسٹیشن میں اضافہ کے ساتھ ساتھ مزید افرادی قوت اور Securitiy اہلکاروں کی تعیناتی کی ضرورت ہو گی۔ اسلام آباد میں فیڈرل ڈائریکٹوریٹ آف ایجوکیشن اور مرکزی ترقیاتی ادارہ (CDA) کے پاس کافی اسٹاف موجود ہے جو کہ ان فرائض کو انجام دے سکتا ہے۔

52۔ دوسرے انتخابی عمل جیسا کہ پولنگ اسٹیشن کی حدود میں کمپ لگانا اور ووٹرز کو پرچیاں تقسیم کرنا بھی وجہ پریشانی ہیں۔ پولنگ اسٹیشن میں کمپ لگا کر ووٹرز میں پرچیاں تقسیم کرنے سے انتخابی امیدوار اپنے پولنگ ایجنٹس اور حمایتیوں کے ذریعے ووٹرز پر اثر انداز ہوتے ہیں اور ووٹ کی مقصدیت کو ختم کر دیتے ہیں۔ لیکن والے دن پولنگ اسٹیشن کے قریب امیدواران اپنے camps لگاتے ہیں اور ووٹرز کو ایک مخصوص امیدوار کو ووٹ دینے کی ترغیب دیتے ہیں۔ امیدواران یا ان کے حمایتیوں کی طرف سے ایسا عمل ROPA کی دفعہ 84 کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ ROPA کا دفعہ 84 پولنگ سے 48 گھنٹے پہلے الیکشن مہم پر پابندی عائد کرتا ہے۔ اور خصوصی طور پر جلسہ جلسوں میں شرکت کی ممانعت ہے۔ یہ واضح طور پر بیان کرتا ہے کہ پولنگ سے 48 گھنٹے پہلے ہر قسم کی انتخابی مہم اختتام پذیر ہونی چاہئے تاکہ ووٹرز اپنے حق رائے دہی کو بغیر کسی دباؤ کے آزادی کے ساتھ استعمال کر سکیں۔ اسی طرح دفعہ پولنگ اسٹیشن کے 400 گز کے قطر میں ووٹ کی ترغیب کو کسی ووٹر کو ووٹ نہ دینے یا کسی مخصوص امیدوار کو ووٹ دینے یا کسی نوٹس، نشان، بینر یا جھنڈے کو آویزاں کرنا جو کہ کسی ووٹر کی حوصلہ افزائی کرتا ہے کہ کسی کو ووٹ دے یا حوصلہ شکنی کرتا ہے کہ کسی کو ووٹ نہ دے، سے منع کرتا ہے۔ ہر کوئی جانتا ہے کہ مختلف انتخابی عمل ممنوعہ دورانیہ میں بھی جاری رہتے ہیں۔ اس لئے ROPA کے دفعہ 84 پر سختی سے عمل درآمد ECP انتخابی فہرست سے ایک گھر میں رہنے والے ایک یا ایک سے زیادہ رائے دہندگان کے نام پولنگ ڈے سے پہلے ان کے گھر پر پوسٹ کرے یا کہ Postage کا خرچہ بچانے کیلئے ان معلومات کو یوٹیلیٹی بلز کے ساتھ بھیج دے۔ یہ بھی تجویز کیا جاتا ہے کہ NADRA کی ذمہ داری لگائی جائے کہ یہ تفصیلات ووٹرز کی رہائش گاہوں پہ پہنچائے۔ اس مشق کو انتخابی دن سے 7 دن پہلے مکمل ہو جانا چاہئے اور یہ کام ووٹر کی مدد کرے گا کہ ووٹر کی مدد کرے گا کہ وہ اپنے حق رائے دہی کو آزادی کے ساتھ اور بغیر کسی امیدوار یا اس کے حمایتی کے دباؤ کے استعمال کر سکے۔ ایک شفاف اور غیر جانبدار الیکشن جمہوری نظام کے دل میں رہتا ہے۔ اس لئے کوئی بھی کوشش جو کہ اچھے سیاسی کلچر کو فروغ دے، کی حوصلہ افزائی ہونی چاہئے۔ اگر ضرورت پڑے تو صوبائی اور مرکزی حکومت کے ملازمین کے ساتھ ساتھ خود مختار اداروں / ایجنسیز بشمول مسلح اور نیم مسلح افواج کو بھی پولنگ اسٹیشنز پر مندرجہ بالا افعال کو انجام دینے کی ہدایت کی جائے۔

53- دفعہ 83-A کہتا ہے کہ کوئی بھی شخص یا پولیٹکل پارٹی الیکشن کمیشن کے مقرر کردہ سائز سے بڑے پوسٹر، اشتہارات اور بینرز نہیں لگائے گا۔ یہ مزید کہتا ہے کہ دیوار پر لکھائی جو کہ انتخابی مہم کا حصہ ہے، پراس کے تمام صورتوں میں پابندی ہے اور یہ کہ انتخابی مہم میں لاؤڈ سپیکر کے استعمال پر ماسوائے انتخابی جلسوں کے پابندی ہے۔ ضلع ناظم اور ریٹرننگ آفیسر کو چاہئے کہ وہ ان دفعات پر عملدرآمد کو یقینی بنائے، کیونکہ ان دفعات سے انحراف کی صورت میں ایک سال تک قید یا جرمانہ یا دونوں ہو سکتے ہیں۔ دفعہ 83-A(1) کہتا ہے کہ مقررہ پوسٹر، اشتہارات یا بینرز یا پارٹی کا جھنڈا متعلقہ لوکل گورنمنٹ اور اتھارٹی سے تحریری اجازت یا مطلوبہ فیس کی ادائیگی کے بغیر کسی بھی سرکاری املاک یا عوام سے متعلقہ جگہوں پر نہیں لگائے جائیں گے، تاہم یہ بات حیران کن ہے کہ متعلقہ اتھارٹیز نے ان دفعات پر عمل درآمد کرنے کیلئے کبھی کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ الیکشن کمیشن کو ان پر عمل درآمد اور تعمیل کو یقینی بنانے کیلئے تمام ضروری اقدامات اٹھانے چاہئیں۔

54- سائلان نے یہ بھی تجویز کیا ہے کہ کچھ سرگرمیاں متعارف کرانی چاہئیں اور ان کی بھرپور حوصلہ افزائی کرنی چاہئے۔ وہ سرگرمیاں جس سے ایک طرف انتخابی مہم کا مقصد پورا ہو اور دوسری طرف عام لوگ شمولیت کر سکیں، کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے۔ سائلان نے گھر گھر رابطہ مہم، منشور کی تشکیل اور تقسیم، سرکاری ٹیلی ویژن اور ریڈیو پر انتخابی مہم سازی کی برابر موقعوں کی فراہمی، اور امیدواران اور ووٹ دہندگان کے درمیان روابط کی نشاندہی کی ہے۔ مندرجہ ذیل تفصیلات، ہر ایک تجویز پر سائلان کا موقف اور اس پر مدعا علیہان کا جواب، بعد میں اس موضوع پر ہمارے احکامات ریکارڈ کرتے ہیں۔

55- گھر گھر رابطہ مہم انتخابی امیدوار اور ووٹر کے درمیان رابطہ قائم کرنے کیلئے ایک موثر ذریعہ ہے۔ مہم سازی کی یہ حکمت عملی انتخابی امیدوار کی اپنے حلقہ سے دلچسپی، انہماک اور وابستگی کو ظاہر کرتی ہے۔ سائلان کی نظر میں کم وسائل رکھنے والے اشخاص کیلئے گھر گھر رابطہ مہم رابطے کا سستا اور سہل طریقہ ہے۔ آئین کے دفعات 17، 25، 51 اور (3) 218 اس بات کا مطالبہ کرتے ہیں کہ منصفانہ اور یکساں مواقع ہوں جس میں کم وسائل رکھنے والے افراد کے مفادات کو تحفظ حاصل ہو، سائلان / مدعا علیہان نے یہ بھی کہا کہ رابطے کا یہ طریقہ کار کم دقیق ہے، کیونکہ اس میں امیدوار اور ووٹ دہندگان کے درمیان بلا واسطہ رابطہ ہوتا ہے۔ اور ان سے ملنا اور معلومات حاصل کرنا مکمل طور پر ووٹ دہندہ کا فیصلہ ہوتا ہے۔ آخر میں سائلان نے یہ بھی کہا کہ یہ تجویز بمع انتخابی ریلیوں، بڑی گاڑیوں، لاؤڈ سپیکر اور بینرز وغیرہ پر پابندی لگانا، انتخابی روایت کو تشکیل دینے میں موثر اقدام ثابت ہوئیں، جو کہ زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے شخص کیلئے کھلا اور منصفانہ ہوگا، تقریباً تمام مدعا علیہان نے سائلان کی تجویز سے اتفاق کیا ہے۔ MQM کی طرف سے ڈاکٹر فروغ نسیم اور PTI کی طرف سے وکیل حامد خان نے کہا کہ گھر گھر رابطہ مہم رائے دہندگان اور امیدواران کے درمیان رابطے کا موثر طریقہ کار ہے۔ ترقی یافتہ

ممالک میں بھی انتخابی ثقافت گھر گھر رابطہ مہم اور رائے دہندگان اور امیدواران کے درمیان ذاتی روابط کے دیگر صورتوں کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔

56- سائیلاں نے یہ بھی کہا یہ ہر سیاسی پارٹی اور امیدوار کیلئے ضروری ہونا چاہئے کہ وہ اپنے منشور کی تشہیر اور تقسیم کرے، جس میں امیدوار کے انتخابی مہم کے دوران کئے گئے وعدے اور پروگرام شامل ہوں۔ سائیلاں اس امر پر یقین رکھتے ہیں کہ منشور ہائے جات انتخابی مہم کا اہم عنصر ہے جس کے ذریعے وہ ایک امیدوار کو اپنے عہد و پیمان کا پابند کر لیتے ہیں اور حکمرانی کے تانے بانے انہی کے بیچ میں شمار ہوتے ہیں۔ مزید برآں منشور ہائے جات کی تشہیر و تقسیم ربط و روابط کا مقابلہ ایک سستا لیکن موثر ہتھیار ہے خاص طور پر ایسے حالات میں جہاں آمد و رفت محدود ہوتی ہے۔ انہوں نے اس لئے دلائل دیئے کہ ایک تشہیر شدہ منشور کے ذریعے ایک نئے امیدوار کے پاس سفر پر اضافی اخراجات کئے بغیر رائے دہندگان کے پاس بالواسطہ پہنچنے کا موقع میسر ہوتا ہے۔ سائیلاں نے دلائل دیئے ہیں کہ چونکہ منشور کی تشہیر اور تقسیم اپنی اہمیت کی وجہ سے ایک ضروری خرچ ہے لہذا حکومتی سطح پر اس کی حمایت کی جانی چاہئے۔ تاہم انہوں نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ اشاعت بشمول کاغذ اور چھپائی کے معیار کے متعلق اخراجات پر سخت حدود و قیود کا خیر مقدم کیا جانا چاہئے۔ یہ افتتاحی قدم، سائیلاں کی رائے میں، حتیٰ کہ ان کم مراعات یافتہ لوگوں کو بھی سیاست میں شمولیت کی اجازت عطا کرے گا جو خود بخود منشور کی اشاعت و تقسیم کیلئے درکار مالی ذرائع نہ رکھتے ہیں۔ اس طرح کا قدم صاف و شفاف اور آزادانہ انتخاب کا راستہ ہموار کرے گا۔ جس کا نتیجہ سچی جمہوریت فلاح و بہبود و ترقی کا حصول ہو سکے گا۔ ایم کیو ایم کی طرف سے ڈاکٹر فروغ نسیم نے اس تجویز سے اتفاق کیا ہے۔ انہوں نے بیان کیا ہے کہ ایک سیاسی جماعت کے منشور کی اشاعت و تقسیم، اس کی سیاسی مہم جوئی کا ایک اہم عنصر / خوبی ہوتی ہے۔ لامحالہ ریاست اس منشور ہائے جات کی اشاعت و تشہیر کے اخراجات میں مدد فراہم کر سکتی ہے۔

ایڈووکیٹ حامد خان نے کہا ہے کہ PTI سائیلاں کے ان اقدامات کی بھرپور حمایت کرتی ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ منشور کی چھپائی کے اخراجات، لاگت اور جماعت کے جھنڈوں کی تقسیم کے اخراجات بالعموم سیاسی جماعتیں ہی برداشت کرتی ہیں نہ کہ انفرادی طور پر امیدواران۔ انہوں نے مزید کہا کہ منشور کی تشہیر اور رائے دہندگان میں اس کی تقسیم مہم سازی کا نسبتاً کم خرچ والا طریقہ کار ہے جس کی حوصلہ افزائی ہونی چاہئے۔

57- سائیلاں نے تجویز کیا ہے کہ ریاست کو سرکاری T.V اور ریڈیو پر امیدواران کیلئے مختص وقت کا ایک شیڈول دینا چاہئے اُن کی نظر میں یہ سہولت امیدواران کو ایک بے مثال موقع فراہم کرے گی کہ وہ رائے دہندگان کے ساتھ اپنے منشور اور انتخابی پروگرام پر اظہار خیال کر سکیں۔ سائیلاں نے پرائیویٹ T.V چینلز پر امیدواروں کو بطور امیدوار اپنی تشہیر کرانے کی روایت کی مزمت کی ہے۔ PML(N) کی طرف سے جناب رفیق راجوانا نے کہا کہ ریاست کو کسی پارٹی یا امیدوار کے

خلاف امتیازی رویہ نہیں برتنا چاہئے۔ نتیجتاً، حکومت کی یہ ذمہ داری ہونی چاہئے کہ تمام پارٹیز اور اُن کے امیدواران کو T.V پر برابر وقت دیا جائے۔ جناب حامد خان نے سائیلان کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ انہوں نے کہا کہ عام انتخابات میں بڑی تعداد میں شامل سیاسی جماعتوں اور امیدواروں کو سرکاری T.V اور ریڈیو پر برابر وقت دینا چاہئے۔ APP کی طرف سے جناب سلمان راجہ نے کہا کہ کسی بھی سیاسی جماعت اور امیدوار کو اجازت نہیں دینی چاہئے کہ وہ پرائیویٹ چینل پر وقت محفوظ کرے اور پارٹی کو اپنا پروگرام پیش کرنے کیلئے ریاستی T.V پر برابر وقت دینا چاہئے۔

58۔ پیشینہ ز نے ایسے فورمز کے قیام کی بھی تجویز دی ہے جو امیدوار اور ووٹ دہندہ کے درمیان رابطے کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں، ووٹ دہندہ کو ایسے موقع کی اجازت دیتے ہیں کہ وہ اپنے امیدواروں سے سوالات کر سکیں۔ ایک انتخابی مہم، امیدوار کے لئے ووٹ دہندہ کے ساتھ رابطہ کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ پیشینہ ز نے یہ تجویز دی ہے کہ ریاست کو چاہئے کہ وہ امیدواروں کی حوصلہ افزائی کرے کہ وہ خود کو ووٹ دہندگان کے سامنے پیش کریں اور مستعدی کے ساتھ ان کی طرف سے کئے گئے سوالات اور مسائل کا کھلی کچھری میں براہ راست جواب دیں۔ اس تناظر میں وہ بیان کرتے ہیں کہ ریاست کو پہلے سے طے شدہ شیڈول جو کہ وسیع پیمانے پر اخبارات میں شائع ہوا ہو، کے مطابق اندرون ملک ایسے مقامات کا تعین کر دے۔ ڈاکٹر فروغ نسیم نے بیان کیا ہے کہ ایم کیو ایم نے ووٹ دہندگان کے ساتھ تعلق کو بڑھانے کے لئے دونوں یعنی پارٹی اور ووٹ دہندہ کی سطح پر ایک تفصیلاً حکمت عملی تیار کی ہے۔ انہوں نے اس بات کا اعادہ کیا ہے کہ پیشینہ ز کی تجویز، ووٹ دہندہ اور امیدوار کے درمیان وسعت پذیر مطلوبہ واسطہ کے لئے پر تاثیر ہے مزید برآں، جناب حامد خان نے بھی بیان کیا ہے کہ ووٹ دہندگان کو بھی انتخابی مہم کے دوران، امیدوار تک پہنچنے کا برابر موقع میسر ہونا چاہئے۔ امیدوار اور ووٹ دہندہ کے درمیان مباحثہ ہونا چاہئے جو انہیں ایک دوسرے کو بہتر طور پر سمجھنے کے قابل کرے گا۔ ایسی تجویز کے قابل عمل ہونے کے بارے میں دلائل دیتے ہوئے جناب حامد خان نے اس نقطہ پر عدالت کی توجہ دلائی کہ ہر حلقے کے بڑی تعداد میں ووٹ دہندگان کی موجودگی میں، عملی طور پر ریاست کے لئے بڑے اکٹھ کا انتظام اور ان اجتماعات کے مقاصد کی تکمیل میں، مشکلات کا سامنا کرنا پڑھ سکتا ہے۔

59۔ پیشینہ ز نے بیان کیا ہے کہ ووٹ دہندگان کا اپنے قانونی اور آئینی حقوق و فرائض سے بہرہ ور ہونا، جمہوریت کے عوامل کے ساتھ لازم و ملزوم ہے۔ پیشینہ ز کے مطابق، پاکستان کی موجودہ سیاسی ثقافت جاگیرداری اور دوسرے ایسے طاقتور مراکز کو ہی قوت عطا کرتا ہے اور یہ چیز ایسے علاقوں کی انتخابی ثقافت میں واضح طور پر عیاں ہے۔ نتیجتاً پیشینہ ز کے مطابق ایک عام ووٹ دہندہ ووٹ ڈالنے کے عمل سے متعلق اپنے حقوق و فرائض سے مکمل طور پر ہمیشہ آگاہ نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے انہوں نے بیان کیا ہے کہ یہ عدالت الیکشن کمیشن کو مناسب احکام صادر فرمائے کہ وہ ووٹ ڈالنے کی ضرورت یا ووٹ ڈالنے کے طریقہ سے متعلق، ووٹ دہندہ کو باشعور کرنے کے لئے ایک فعال و پر تاثیر مہم چلائے۔ مزید برآں پیشینہ ز نے تجویز دی

ہے کہ الیکشن کمیشن ووٹ دہندگان کو ہمہ تن گوش، ضرور اس بات کا یقین دلائے کہ ووٹ پیپر پر ان کی پسند مکمل طور پر صیغہ راز میں رہے گی اور وہ پسند کے امیدوار کے حق میں بلا خوف خطر اپنا ووٹ ڈالنے کا حق استعمال کرنا جاری رکھیں۔ الیکشن کمیشن پولنگ اسٹیشن پر اپنے ایک اہلکار کو بسلسلہ ایسے عہد و پیاں کی تکمیل کو یقینی بنانے اور ووٹنگ کے متعلق راہنمائی کی فراہمی کے لئے مقرر کرے۔ انہوں نے مزید دلائل دیئے ہیں کہ ROPA کی دفعہ 103 کے تحت صاف و شفاف، واضح، ایماندارانہ اور منصفانہ انتخابات کا انعقاد الیکشن کمیشن کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ انہوں نے مزید دلائل دیئے ہیں کہ رائے دہندگی کے متعلق صرف رائے دہندگان کی تربیت کرنے سے ہی الیکشن کمیشن ROPA کی دفعہ 103 کے تحت اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآہ ہو سکتا ہے۔ ایم کیو ایم کی طرف سے ڈاکٹر فروغ نسیم نے بیان کیا ہے کہ رائے دہندگان کی موثر تربیت کی ذمہ داری سیاسی جماعتیں خود اپنے اوپر عائد کر سکتی ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ سیاسی جماعتوں کو ایسے سیمینار اور متعلقہ سرگرمیوں کے انعقاد کے لئے ہدایات دی جاسکتی ہیں انہوں نے یہ تجویز بھی دی ہے کہ ایسے سیمینارز کو سیکنڈری سکولوں کی نصابی سرگرمیوں کا حصہ بنانے کے لئے تبدیلیاں متعارف کرائی جائیں، انہوں نے مزید کہا کہ حکومت کو رائے دہندہ کی تعلیم و تربیت کے لئے، فنڈ مختص کرنے کی ہدایات دی جائیں۔ PML(N) کی طرف سے جناب راجوانہ نے رائے دہندہ کو تعلیم و تربیت دینے کے حوالے سے کچھ ایسی ہی تشویش کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے کہا یہ مقصد سیاسی جماعتوں یا حکومت یا پھر دونوں کے ذریعے سے حاصل کیا جائے۔ جناب حامد خان نے اس تجویز کے حق میں PTI کی حمایت کا اعادہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سیاسی جماعتوں کو رائے دہندگان کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری قبول کرنی چاہیئے۔ سیاسی جماعتوں کے بنیادی فرائض و ذمہ داریوں میں سے یہ ایک اہم فرض شامل ہے کہ وہ ووٹ دہندگان میں شعور آگاہی پیدا کریں تاکہ ووٹ ڈالتے وقت ووٹ دہندگان شعوری اور مسلم پسند کے مطابق اپنے ووٹ ڈال سکیں۔

60۔ پیٹیشنرز نے دلائل دیئے ہیں کہ ROPA کی دفعات 38 اور 39 جن کو آئین کے آرٹیکلز 17، 19A اور 51 کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے تو یہ بات لازمی ہو جاتی ہے کہ ہر پولنگ اسٹیشن پر پہلی گنتی کے بعد اسی پولنگ اسٹیشن پر نتائج کا اعلان کر دیا جائے اور امیدواروں کے نمائندوں کی موجودگی میں دوبارہ گنتی کی جائے اور قانون کی منشاء کے مطابق نتائج کی تکمیل اسی گنتی/دوبارہ گنتی کی بنیاد پر کی جائے۔ ڈاکٹر فروغ نسیم نے پیٹیشنرز کی اس تجویز سے متعلق کوئی نقطہ نہ اٹھایا ہے۔ ایم کیو ایم کی طرف سے انہوں نے دلائل دیتے ہوئے کہا ہے کہ فارم 14، جس پر پریزائڈنگ آفیسر کے دستخط اور نشان انگوٹھا ثبت ہو پر فوراً نتائج کا اعلان کیا جانا چاہیئے۔ انہوں نے دلائل دیئے ہیں کہ گورنمنٹ ملازموں یا بیوروکریٹس جو کہ حکومت وقت کی ہدایات پر عمل کرتے ہیں کو (انتخابی عمل) میں شامل کیے جانے کی بجائے ماتحت عدلیہ کے ارکان اور اساتذہ کو نتائج کی تیاری و اعلان کی ذمہ داری سونپی جانی چاہیئے۔ جناب حامد خان کے PTI کی طرف سے دلائل دیتے ہوئے کہا کہ ہر پولنگ اسٹیشن پروٹوئوں کی گنتی کے فوراً بعد اسی دن نتائج کا اعلان کر دیا جانا چاہیئے۔ نتائج کی گنتی کے فوراً بعد اعلان اور نتائج کی

مصدقہ کا پیاں تمام امیدواران کے نمائندوں کو دے دی جانی چاہئیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ نتائج کے اعلان کے فوراً بعد پولنگ اسٹیشن پر پریز انڈنگ آفیسر کی طرف سے مناسب تصدیق کے بعد نتائج پولنگ اسٹیشن کے باہر چسپاں کئے جانے چاہئیں اس کو سختی سے نافذ کیا جانا چاہیے۔ کیونکہ یہ ووٹوں کی گنتی اور انتخابی عمل میں مداخلت کو کم کر دے گا۔

61۔ ہم نے پٹیشنرز کی مذکورہ بالا تجاویز جن پر سپانڈنٹ سیاسی جماعتوں کی طرف سے سیر حاصل بحث کی گئی ہے، پر غور خاص کی ہے۔ عملیت کے لئے تجاویز کردہ مختلف طریقوں پر نقطہ نظر میں باہم اتفاق رائے پایا جاتا ہے۔ اس لئے ہم الیکشن کمیشن کو ہدایت کرتے ہیں کہ وہ ان تجاویز کو قانونی حیثیت دینے کی ہدایات جاری کرتے ہوئے قواعد و ضوابط تشکیل کرے، جن تجاویز میں گھر گھر انتخابی مہم، منشور کی تشہیر، ریاستی ٹیلی وژن اور ریڈیو پر انتخابی مہم سازی اور امیدوار ووٹ دہندہ کے درمیان تعلق کی تشکیل وغیرہ شامل ہیں اور صاف شفاف، آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کے قطعی ثمرات حاصل کرنے کے لئے ان تجاویز کو قانونی تقدس دے کر نافذ کرے۔

62۔ کمپیوٹرائزڈ طرز انتخابات کے معاملے پر درخواست دہندگان اور جواب دہندگان سیاسی جماعتوں کے مابین اختلاف رائے ہے۔ درخواست دہندگان کے مطابق پرچی کے ذریعے موجودہ انتخابی طریقہ کار فرسودہ ہے اور سنگین نقائص سے دوچار ہے۔ جس میں سب سے پہلے درخواست دہندگان کا کہنا ہے کہ موجودہ طریقہ کار میں دھوکہ دہی ہو سکتی ہے۔ اُن کا یہ بھی کہنا ہے کہ پرچی کے ذریعے ووٹ دینے کے نظام کے باعث ووٹنگ سے متعلق زیادہ تر انتخابی تنازعات کے حل کے لیے ایک طویل عدالتی کارروائی درکار ہوتی ہے۔ اُن کا یہ بھی کہنا ہے کہ ہندوستان جیسے بڑی آبادی والے ملک میں کمپیوٹرائزڈ انتخابی طریقہ کار رائج ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے PILDAT کی ایک مرتب کردہ رپورٹ پیش کی ہے کہ جس میں انہوں نے نشاندہی کی ہے اور متعلقہ حکام کو پاکستان میں کمپیوٹرائزڈ طرز انتخاب رائج کرنے کی سفارش کی ہے۔ چنانچہ درخواست دہندگان چاہتے ہیں کہ یہ معزز عدالت اس سلسلے میں الیکشن کمیشن کو مناسب عدالتی احکامات دے تاکہ وہ جلد از جلد اسی طریقہ کار کو رائج کریں تاہم ڈاکٹر فروغ نسیم نے استدعا کی ہے کہ عوام الناس کو اتنا تعلیمی شعور نہیں ہے کہ وہ کمپیوٹرائزڈ طریقہ کار کی باریک بینیوں کو سمجھ سکیں۔ ان کے مطابق یہ تجویز موجودہ حالات سے مطابقت نہیں رکھتی۔ انہوں نے اس پر مزید بحث کرتے ہوئے کہا کہ اگر کمپیوٹرائزڈ انتخابی طریقہ کار رائج کیا گیا تو عین ممکن ہے کہ بڑے بڑے جاگیردار کمپیوٹر کا غلط استعمال کرتے ہوئے ووٹوں کو شامل کئے بغیر خود سے ہی تمام حق رائے دہی استعمال کریں۔ اسی سلسلے میں سیاسی جماعتوں کو چاہیے کہ وہ سمینار اور دیگر سماجی سرگرمیوں کے ذریعے ووٹروں میں شعور اُجاگر کریں نیز ثانوی تعلیمی سطح پر بھی سیلیبس کے ذریعے عوام میں اس انتخابی طریقہ کار کو متعارف کروا کر ووٹ دینے کے عمل کا احساس ذمہ داری پیدا کیا جاسکتا ہے۔

اس عمل کیلئے ایک طویل مدتی منصوبہ بندی درکار ہے۔ اور اسے فوری طور پر الیکشن کمیشن کا ایجنڈا نہیں ہونا چاہیے۔ جناب حامد خان نے PTI کی طرف سے کہا ہے کہ الیکٹرانک انتخابی عمل، الیکٹرانک ووٹنگ مشینوں کے ذریعے متعارف ہونا چاہیے۔ تاہم انہوں نے یہ نکتہ اٹھایا کہ آنے والے انتخابات میں اس طریقہ کار کو شاید وقت کی کمی کے باعث نہ رائج کیا جاسکے۔ الیکٹرانک ووٹنگ مشینوں کو اختیار کرنے سے قبل، انتخابی دھوکہ دہی کے خلاف نظام کو محفوظ بنانے کی خاطر مختلف قوانین کا متعارف کرانا ضروری ہے۔ مزید برآں جناب حامد خان نے کہا ہے کہ یہ طریقہ کار بائیومیٹرک ووٹ شناختی نظام جو کہ پوائنٹ اسٹیشنوں پر ووٹروں کی نشاندہی کریں گے، کے متعارف کرائے بغیر یہ نظام چل نہیں سکتا ہے۔

اور چونکہ یہ اقدام موجود نہیں۔ اس لئے آنے والے تمام انتخابات میں الیکٹرانک انتخابی طریقہ کار کو مروج کرنے سے ووٹ گننے کا تمام عمل متاثر ہو سکتا ہے۔ جناب توفیق آصف نے کہا ہے کہ JIP الیکٹرانک ووٹنگ کے طریقہ کار کو متعارف کرانے کے اصولی موقف سے اتفاق کرتی ہے۔

تاہم انہوں نے کہا کہ یہ طریقہ کار غلطیوں سے مبرا ہونا چاہیے۔ اور تجرباتی طور پر بتدریج رائج ہونا چاہیے اور اس نظام کو حتمی شکل دینے سے قبل تمام مشترکہ مفاد کے حاملین سے مشاورات کرنی چاہیے۔ یہ بھی کہا گیا کہ شہریوں کو اس سلسلے میں اپنے ووٹ کے اندراج، تصحیح اور ترسیل کی سہولت انٹرنیٹ اور ٹیلی فون کے ذریعے مہیا کرنی چاہیے اور یہ نظام متعلقہ حکومتی اداروں میں اس مقصد کیلئے بتدریج نافذ ہونا چاہیے۔ وفاقی حکومت کا موقف ہے کہ الیکشن کمیشن ملک میں کمپیوٹرائزڈ طریقہ انتخاب کو رائج کرنے کے سلسلے میں کام کر رہا ہے۔

63۔ کمپیوٹرائزڈ حق رائے دہی کے اچھے اور بُرے پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے جو درخواست دہندگان اور جواب دہندگان نے اُجاگر کیے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ الیکشن کمیشن جو پہلے ہی اس معاملہ پر کام شروع کر چکا ہے، مناسب وقت میں کمپیوٹرائزڈ طریقہ کار متعارف کروانے کیلئے موثر اقدامات کرے گا۔

64۔ درخواست دہندگان نے اندرون جماعت الیکشن پر ایک اور جواز اٹھایا ہے۔ ڈاکٹر فروغ نسیم نے کہا ہے کہ ایک خصوصی تحفظ یہ بھی ہے کہ الیکشن ٹریبونل الیکشن معاملات کو بہتر طور پر پنپانے میں ناکام ہو جاتا ہے اور بسا اوقات اس میں اتنی تاخیر ہو جاتی ہے کہ وہ الیکشن پیشین سماعیت کے عمل کے دوران ناکارہ ہو جاتی ہیں۔

جناب حامد خان نے کہا ہے کہ اندرون جماعت الیکشنز ہر سطح پر ہونے چاہیں تاکہ جماعتوں کے اندر جمہوری کلچر کو فروغ مل سکے۔ یہ الیکشن خفیہ رائے دہی کے ذریعے ہونا چاہیے۔ اور سیاسی جماعتوں کو اپنے لیڈران کیلئے جاگیر نہیں ہونا چاہیے۔ انتخابی طریقہ کار کے تعارف سے سیاسی جماعتوں میں جمہوریت کو فروغ ملے گا۔ اور جماعتوں میں لیڈرشپ پھیلنے اور بڑھنے

کے اچھے مواقع میسر آئیں گے۔ حکمرانی کرنیوالی موجودہ ایلپیٹ نے سیاسی جماعتوں کے اندر الیکشن کو جان بوجھ کر نظر انداز کیا ہے اور اسے وہ اپنے رہنماؤں کی اپنی ذاتی مرضی سے مطلق العنانی سے چلا رہی ہیں۔

65۔ ہم نے اس معاملے کا عدالت میں ہونے والی بحث کے تناظر میں جائزہ لیا ہے۔ تاہم موجودہ مسئلہ کا تعلق اس بات سے نہیں ہے اس لیے ہم اس کو مناسب فورم پر اٹھائے جانے کیلئے چھوڑتے ہیں۔

66۔ آئین کا آرٹیکل 222 تشریح کرتا ہے کہ پارلیمنٹ قومی اسمبلی میں نشستوں کی تخصیص، انتخابی حلقوں کی نئی حد بندی، انتخابی فہرستوں کی تیاری، حلقے میں رہائش کے تقاضوں، انتخابی فہرستوں کے اجراء اور اس سے متعلق اعتراضات کے تعین، الیکشن درخواستوں اور الیکشن کے انعقاد کے طرز عمل، نیز بدعنوانی اور دیگر جرائم کے متعلق معاملات میں بگاڑ اور قانون واضح کر سکتی ہے۔ آئین کے آرٹیکل (الف) 219 کے تحت الیکشن کمیشن کے ذمہ قومی اور صوبائی انتخابات کیلئے انتخابی فہرستوں کی تیاری اور ایسی فہرستوں کی سالانہ نظر ثانی کرنے کی ذمہ داری ہے۔ تاہم، اس سلسلے میں عام شکایات ہیں کہ انتخابی فہرستوں کی سالانہ نظر ثانی نہیں کی جاتی اور اس میں ہزاروں جعلی اندراج شامل ہوتے ہیں۔ اس میں مزید کہا گیا کہ نہ صرف 2002 کے عام انتخابات بلکہ 2008 کے انتخابات کا انعقاد 1998 میں ہونے والی مردم شماری کی بنیاد پر کیا گیا۔ اس سلسلے میں جناب فروغ نسیم، ASC نے عمران خان بمقابلہ الیکشن کمیشن آف پاکستان (CP No. 31/2011) اور محترمہ بے نظیر بھٹو بمقابلہ فیڈریشن آف پاکستان (CP No. 45/2007) کا حوالہ دیا ہے جس میں انتخابی فہرستوں کے قابل اعتماد ہونے پر اعتراض کیا گیا ہے۔ مذکورہ کیس میں یہ عدالت پہلے ہی بعض اصلاحی اقدامات کر چکی ہے۔ اس سلسلے میں عوامی پاکستان پارٹی نے یہ موقف کیا ہے کہ خواتین کا انتخابی فہرستوں میں مناسب اندراج نہیں ہے اور الیکشن کمیشن خواتین کی انتخابی عمل میں موثر سیاسی شمولیت میں ناکام رہا ہے۔ انتخابی فہرستوں میں جعلی اندراج کے معاملہ کے حل کیلئے جناب حامد خان ASC نے یہ تجویز دی ہے کہ آرمی اور فرنٹیئر کور کو نہ صرف پولنگ کے موقع پر موجود رہنے کو کہا جائے بلکہ ان کی موجودگی انتخابی فہرستوں کی تیاری اور نظر ثانی میں بھی ہونی چاہیے۔

67۔ آزاد اور شفاف انتخابات، جمہوریت کی مضبوطی کیلئے (Sine qua non) کا درجہ رکھتے ہیں۔ اس مقصد کے حصول کیلئے یہ ضروری ہے کہ الیکشن کمیشن انتخابی فہرستوں کی درست تیاری اور نظر ثانی کیلئے کمشین کی بوساطت قابل اعتماد اور آزاد ایجنسیاں فوری اقدامات کرے۔ لہذا، ہم حکم دیتے ہیں کہ الیکشن کمیشن ووٹر فہرستوں کی گھر گھر چیکنگ کرے اور اگر ضرورت پڑے تو آرمی اور فرنٹیئر کور کو شامل کرتے ہوئے۔ انتخابی فہرستوں کو اپ ڈیٹ / نظر ثانی کے عمل کو مکمل کرے اور اس عمل کو عمران خان کے کیس (مذکورہ) میں دی گئی ٹائم لمٹ (حد) کے مطابق جتنی جلد ممکن ہو شروع کیا جائے۔

68۔ درخواست دہندوں کی طرف سے بتایا گیا کہ الیکشن ٹریبونل، جنہیں الیکشن کے تنازعات حل کرنے کی ذمہ داری دی گئی ہے پر کام کا زیادہ بوجھ ہے جس سے تاخیر ہوتی ہے یہ بتایا گیا کہ تعینات شدہ ٹریبونل کی تعداد، اٹھائے گئے تنازعات کا حجم اور درخواستیں دائر اور جلد فیصلے کا طریقہ کار میں ہم آہنگی ہو۔ اس لئے یہ عدالت الیکشن کمیشن آف پاکستان کو مناسب ہدایات جاری کر سکتی ہے۔ کہ الیکشن کے تنازعات کا تیزی سے فیصلے کیے جائیں۔ ایسی ہدایات سے غیر قانونی عہدہ دار کو جلد ہٹانے کو یقینی بنائے اور ایسی صورت حال سے گریز کیا جائے جسے ایک فرد اپنی غیر قانونی عہدہ جاری رکھتا ہے باوجود الیکشن کے سنگین مقابلوں کے کیونکہ موجودہ الیکشن ٹریبونل پر کام کی زیادتی ہے اور موجودہ طریقہ کار سماعت کو تاخیر دیتی ہے۔ MQM کی طرف سے بتایا گیا کہ الیکشن ٹریبونل الیکشن تنازعات کے جلدی فیصلے نہیں کرتے اور دوران اوقات درخواستیں Infurctuous ہو جاتی ہیں کیونکہ ان کا فیصلہ نہیں ہوتا تاوقتیکہ ایک امیدوار اپنے عہدے پر قابض رہتا ہے۔ تحریک انصاف اور APP کی جانب سے بھی اسی طرح کے خدشات کا اظہار کیا گیا اور کہا کہ الیکشن ٹریبونل فیصلے میں تاخیر کرتے ہیں۔ جب تک اگلے الیکشن میں وہ جیتنے والے امیدواروں کی بری کتاب میں آجائے خاص طور پر وہ جو اقتدار پارٹی سے تعلق نہیں رکھتے۔ سیکشن (67-1A of ROPA) لازم کرتا ہے۔ ایک ٹریبونل لازمی طور 3 ماہ میں درخواست کا فیصلہ کرے لیکن بد قسمتی سے اس شق کی اکثر خلاف ورزی ہوتی ہے۔ اس پر یورپین یونین EOM 2008 الیکشن کی رپورٹ کا حوالہ دیا گیا جس 221 میں سے 39 درخواستیں 2002 الیکشن غیر حل شدہ رہی اور 5 سال کی مدت گزر گئی۔ درخواست گزاروں نے درخواست کی کہ ضروری ہدایات جاری کرتے ہوئے مندرجہ ذیل عوامل کو ذہن میں رکھنا چاہیے۔

- ۱۔ انتخابی درخواست سمجھتے ہوئے اس کے جواب کو پارٹی کا Examination in Chief خیال کیا جائے۔
- ۲۔ گواہوں کا Examination in Chief بذریعہ حلف نامہ
- ۳۔ شہادت بذریعہ کمیشن
- ۴۔ بغیر کسی مناسب وجہ کے موخری پر بھاری جرمانہ

تحریک انصاف کی طرف سے کہا گیا قانون کے تحت انتخابات کے تنازعات کو تیزی سے حل کرنے کا طریقہ مہیا کیا جانا چاہیے۔ زیادہ الیکشن ٹریبونل ہونے چاہیے جنہیں تیزی سے الیکشن تنازعات کا فیصلہ کرنا چاہیے۔

69۔ ہم نے اس معاملے پر گہرائی سے غور کیا ہے۔ چونکہ اس درخواست کا اہم مقصد پاکستانی شہریوں کی کثرت کو انتخابی عمل میں شمولیت ملے، وہاں انتخابات کے تنازعات کو تیزی سے حل کرنے کیلئے اس عمل کی یقینی تکمیل بمعہ

اپریل 120 دن ہیں۔ Section (57) of ROPA چیف الیکشن کمشنر کو اختیار دیتا ہے کہ وہ اتنے انتخابی ٹریبونل تعینات کر سکتا ہے جسے ضروری سمجھے۔ پس اس پر اصلاحی اقدامات لیے جانے کی ضرورت ہے تاکہ یقینی طور پر الیکشن تنازعات جلد حل ہوں۔ الیکشن کمیشن آف پاکستان ریاستی خرچے پر انتخابات کے قوانین سے واقف وکلاء کا ایک پینل تشکیل دینے پر غور کر سکتا ہے تاکہ معاشرے پسماندہ طبقات کو فوری قانونی خدمات فراہم کریں۔

70- جیسا کہ اس بات کی نشاندہی کی گئی کہ الیکشن کے آرٹیکل A-2 وغیرہ کے تحت ملک، پاکستان عوام کے منتخب کردہ نمائندے چلائیں گے۔ مختلف حلقوں میں ووٹوں کی کم شرح ووٹ پر مباحثے ہوتے ہیں کہ ایک کامیاب امیدوار کی اکثریتی انتخابی حلقے میں مضبوط نمائندگی نہیں ہوتی۔ ایسے بھی کیسز ہیں کہ ایک امیدوار جیت گیا باوجود اس حقیقت کہ اس نے 15 - 10 فیصد سے زیادہ ووٹ حاصل نہیں کیے۔ یہ اعداد و شمار، کم ووٹ رجحان اور کامیاب امیدواروں کے ملکیت کے بارے میں سوالات اٹھاتے ہیں۔ وہ اس کی بنیادی وجوہات اور نشاندہی اور حل پر روشنی ڈالتے ہیں۔

71- آرٹیکل 51 ہمارے آئین کی جمہوری روح کا ایک اہم حصہ ہے۔ جس میں جمہوری حکومت کا انتخاب چناؤ اور قیام کا طریقہ کار ہے۔ یہ آرٹیکل ہر شخص ووٹ ڈالنے کا حق دیتا ہے اگر وہ متذکرہ شرائط پوری کرتا ہے۔ اس لیے تمام اہل افراد کو ملکی سیاسی عمل میں حصہ لینے اور جمہوری حکومت منتخب کرنے کے قابل بنانا ہے۔ متذکرہ بحث نے آئین کی اہمیت، جمہوریت کی خوشگوار خصوصیت، ہمارے آئین حکم اور مجوزہ حکومتی نظام کو مخاطب کیا۔ واقعاً ہی یہ آرٹیکل 51 کے آپریشن ذریعہ ہے کہ آئین جمہوری حکومت کے قیام کا احساس دلاتا ہے۔ اس آرٹیکل کے آپریشن میں ناکامی یا کمی منتخب جمہوری حکومت کی قانونی حیثیت کو اثر انداز کرے گی۔ مزید اس سے انتخابی عمل، ووٹرز کی علیحدگی، جمہوری عمل اور جمہوری حکومت بنانے میں اثر انداز ہوگا۔ ایسے معاہدے اور ہمارے بنیادی آئینی اصول سے گریز کیا جانا چاہیے۔ جماعتوں نے بتایا کہ پاکستان میں ووٹرز تقریباً تمام الیکشن آرٹیکل 51 استعمال کرنے میں ناکام ہوئے ہیں۔ انہوں نے جو اعداد و شمار پیش کئے جو ظاہر کرتے ہیں کہ پاکستان میں تمام قومی انتخابات میں ووٹ ٹرن آؤٹ کم رہا۔ الیکشن کمیشن نے 2008 کے قومی انتخابات میں تمام رجسٹرڈ ووٹرز کا 44.11 فیصد ووٹ ٹرن آؤٹ ریکارڈ کیا۔ بلوچستان میں صرف 31.32 فیصد، فاٹا میں 31.05 فیصد اور خیبر پختونخواہ میں 33.54 فیصد ووٹس ڈالے گئے جو ٹوٹل رجسٹرڈ ووٹس کا کم ٹرن آؤٹ تناسب رہا۔ پیشی کے دوران الیکشن کمیشن آف پاکستان کے نمائندوں کو کہا کہ ان ووٹوں کی تعداد بتائیں جس نے کامیاب امیدواروں کے تناسب ووٹ کو کسی ایک خاص حلقہ میں اثر انداز کیا ہو۔ NA-1 پشاور میں کل ووٹس 387,083 اور صرف 88,954 ووٹس (22.98%) ڈالے گئے۔ وہ امیدوار جس نے 49.70 فیصد ووٹس حاصل کیے اور وہ امیدوار جس نے تھوڑے 11.42 فیصد ووٹس مجموعی ووٹس کے حاصل کیے کامیاب قرار دیا گیا۔ یہ جاننا ضروری ہے کہ وہ افراد جو غیر اہم

ووٹوں سے کامیاب ہوئے وہ قانونی طور پر عوام کے نمائندے کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔ مزید یہ کہ ایسا الیکشن جو کم ٹرن آؤٹ ووٹوں سے دوچار ہو، کو نہیں کہا جاسکتا کہ وہ جمہوریت کے اصل روح کیلئے موثر ہے اور تمام ضروری اقدامات کیے جائیں کہ آئین کے تحت دیئے ہوئے جمہوری اقدار من وعن تسلیم کئے جائیں۔

72۔ بہت سے ممالک نے ایسے قوانین بنائے ہیں، جو کہ رائے دہندگان کا انتخابی عمل میں حصہ لینے کو لازمی بناتے ہیں۔ لازمی ووٹنگ ایک پرانی مشق ہے جو کہ جمہوریت مخالف طریقوں کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنایا گیا تھا۔ اور اس وقت تینیس (23) ممالک نے اپنے اپنے علاقوں میں لازمی ووٹنگ کو اپنایا ہوا ہے۔ 1777 میں، جارجیا ریاست نے لازمی ووٹنگ کے لئے قانون سازی کی اور ہدایت کی ہے کہ "ہر شخص جو اپنے آپ کو انتخاب سے غیر حاضر رکھے گا اور انتخابات میں اپنا ان کا بیلٹ کے استعمال میں غفلت برتنے پر پانچ پاؤنڈ تک سزا کا مستحق ہوگا۔ ریکیوی اور تصرف کا طریقہ، بحالی مقننہ کے ایکٹ میں بتایا گیا ہے بشرط کہ کوئی معقول عذر نہ ہو۔" آسٹریلیا میں لازمی ووٹنگ جزوی طور پر 1929 میں متعارف کرائی تھی۔ لیکن 1949 میں پالیمانی انتخابات تک بڑھادی گئی نیدرلینڈ نے بھی ساتھ ساتھ سپین، وینزویلا اور چلی میں 1917 میں لازمی ووٹنگ متعارف کرائی، کانگو، برازیل اور ارجنٹائن نے بھی ووٹنگ 18 اور 70 سال کے عمر کے درمیان شہریوں کے لئے لازمی بنادی ہے۔ ابتداء میں 70 سال سے کم عمر کے شہری کو ووٹ ڈالنے سے انکار کر سکتے تھے، اگر وہ باضابطہ طور پر انتخابی حکام کو اپنے فیصلے کا اظہار، کم از کم 48 گھنٹے انتخاب سے پہلے کر دیں ایکواڈور نے بھی لازمی ووٹنگ کا طریقہ اپنایا جو کہ 18 اور 65 سال کے درمیان شہریوں کو ووٹ ڈالنے کا پابند بناتا ہے۔ یہ ہے، تاہم 16-18 سال کی عمر کی شہریوں، ناخواندہ لوگوں اور 65 سال زائد عمر کے افراد کے لئے یہ لازمی نہیں ہے۔ سنگاپور میں انتخابات کے سال کی یکم جنوری پر 21 سال سے اوپر کے عمر کے شہریوں کے لئے ووٹنگ لازمی ہے۔ غیر ووٹروں کو انتخابی رجسٹر سے خارج کر دیا جاتا ہے جب تک کہ وہ Reapply نہ کریں جس کے لئے غیر حاضری کی وجہ مہیا کرنی ہوگی۔ Peru اور Uruguay نے بھی لازمی ووٹنگ کو اپنایا تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ جمہوری مینڈیٹ کو فلی طور اور کامیابی سے پورا کیا جائے۔

73۔ کچھ علاقوں میں ان افراد پر پابندیاں عائد کی جو قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ووٹ ڈالنے میں ناکام ہوئے ہوں تاہم پابندی لگانے سے پہلے ووٹنگ نہ ڈالنے والے شہری غیر حاضری کی جائز وجہ اگر کوئی ہو تو بتانا ہوگی، ان پابندیوں نے مختلف شکلیں لیں ہیں کچھ ممالک نے غیر ووٹروں کے خلاف جرمانے عائد کئے جس کی رقم مختلف ممالک میں مختلف ہے۔ مثلاً سوئزرلینڈ میں 3 سوئس فرانکس 300 اور 3000 کے درمیان، آسٹریا میں 200 قبرص پاؤنڈز قبرص میں، 10-20 ارجنٹائن پیسوس ارجنٹائن میں، پیرو میں 20 سولز غیرہ۔ ایک شہری غیر ووٹنگ کی صورت میں قید بند بھی

رکھا جاسکتا ہے۔ کئی مقدمات میں غیر ووٹنگ والا شخص اگر یاد دلانے کے باوجود جرمانہ ادا کرنے سے انکاری ہو تو عدالتیں اسے قید کی سزا دے سکتی ہیں۔ بیلجیم کی طرح کے ممالک میں انتخابات میں 15 سال سے مسلسل ووٹ ڈالنے میں ناکام رہنے والوں کو ووٹ ڈالنے کا حق چھین لیا جاتا ہے۔ سنگاپور میں ووٹر، ووٹر رجسٹر سے ہٹا دیا جاتا ہے جب تک وہ شامل ہونے کے لئے دوبارہ درخواست نہ دینے اور ووٹ نہ ڈالنے کے مناسب وجہ بھی پیش کرے۔ پیرو میں ووٹر کو انتخابات کے بعد مہر شدہ ووٹنگ کارڈ بطور ووٹ ڈالنے کا ثبوت اپنے پاس رکھنا پڑتا ہے۔ یہ سٹامپ اس لئے ضرورت ہے کہ عوامی دفاتر سے کچھ خدمات اور سامان کو حاصل کی جاسکیں بولیویا میں ووٹر کو ووٹر کارڈ دیا ہے جب وہ ووٹ دیتا ہے/ دیتی ہے تاکہ وہ ووٹنگ میں شرکت کا ثبوت دے سکے۔ ووٹر بینک سے اس وقت تک تنخواہ وصول نہیں کر سکتا/ سکتی جب تک وہ انتخابات کے بعد تین ماہ کے دوران ووٹنگ ڈالنے کا ثبوت ظاہر نہیں کرتا/ کرتی۔ آسٹریلیا نے لازمی اندراج اور ووٹنگ 1924 میں دونوں ریاستی اور قومی انتخابات کے لئے متعارف کرائی۔ کچھ ریاستوں میں مقامی کونسل کے انتخابات کے لئے بھی ووٹ دینا لازمی بنا دیا۔ اہل ووٹرز جو پولنگ اسٹیشنوں سے غیر حاضر ہوں گے تو 20-50 آسٹریلیوی ڈالر کا جرمانہ ادا کرنے پڑے گا۔ اور جرمانے کی عدم ادائیگی کی صورت میں قید کی سزا کا بھی سامنا کر سکتے ہیں۔

74۔ حوالہ کے لئے دولت مشترکہ الیکٹورل ایکٹ 1924، جس میں کچھ ترامیم لازمی ووٹنگ کے لئے شرائط عائد کرنے کے مقصد کے لئے دولت مشترکہ کے انتخابی ایکٹ 1918-1922 میں کی گئیں، جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:-

Compulsory voting.

128A.(1.)It shall be the duty of every elector to record his vote at each election.

(2.)It shall be the duty of each Divisional Returning Officer at the close of each election to prepare a list (in duplicate) of the names and descriptions of the electors enrolled for his Division who have not voted at the election, and to certify the list by statutory declaration under his hand.

(3.)The list so certified shall in all proceedings be prima facie evidence of the contents thereof and of the fact that the electors whose names appear therein did not vote at the election.

(4.) Within the prescribed period after the close of each election the Divisional Returning Officer shall send by post to each elector whose name appears on the list prepared in accordance with sub-sections(1.) and (2.) of this section, at the address mentioned in that list, a notice, in the prescribed form, notifying the elector that he appears to have failed to vote at the election, and calling upon him to give a valid truthful and sufficient reason why he failed so to vote.

(5.)Before sending any such notice, the Divisional Returning Officer shall insert therein a date, not being less than twenty-one days after the date of posting of the notice, on which the form attached to the notice, duly filled up and signed by the elector, is to be in the hands of the Divisional Returning Officer.

(6.)Every elector to whom a notice under this section has been sent shall fill up the form at the foot of the notice by stating in it the true reason why he failed so to vote, sign the form, and post it so as to reach the Divisional Returning Officer not later than the date inserted in the notice.

(7.)If any elector is unable, by reason of absence from his place of living or physical incapacity, to fill up, sign, and post the form, within the time allowed under sub-section (5.) of this section, any other elector who has personal knowledge of the facts may, subject to the regulations, fill up, sign, and post the form, duly witnessed within that time, and the filling up, signing, and posting of the form may be treated as compliance by the firstmentioned elector with the provisions of sub-section (6.) of this section.

(8.)Upon receipt of a form referred to in either of the last two preceding

sub-sections, the Divisional Returning Officer shall indorse on both copies of the list prepared in accordance with sub-section (2.) of this section, opposite the name of the elector, his opinion whether or not the reason contained in the form is a valid and sufficient reason for the failure of the elector to vote.

(9.)The Divisional Returning Officer shall also indorse on both copies of the list, opposite the name of each elector to whom a notice under this section has been sent and from or on behalf of whom a form properly filled up signed and witnessed has not been received by him, a note to that effect.

(10.)Within two months after the expiration of the period prescribed under sub-section (4.) of this section, the Divisional Returning Officer shall send to the Commonwealth Electoral Officer for the State one copy of the list, with his endorsements thereon, certified by statutory declaration under his hand.

Each copy of the list prepared and indorsed by the Divisional Returning Officer, indicating

- (a) the names of the electors who did not vote at the election;
- (b) the names of the electors from whom or on whose behalf the Divisional Returning Officer received, within the time allowed under sub-section (5.) of this section, forms properly filled up and signed; and
- (c) the names of the electors who failed to reply within that time, and any extract therefrom, certified by the Divisional Returning Officer under his hand, shall in all proceedings be prima facie evidence of the contents of such list or extract, and of the fact that the electors whose names appear therein did not vote at the election, and that the notice

specified in sub-section (4.) of this section was received by those electors, and that those electors did, or did not (as the case may be), comply with the requisitions contained in the notice within the time allowed under sub-section (5.) of this section.

(12.) Every elector who-

(a) fails to vote at an election without a valid and sufficient reason for such failure; or

(b) on receipt of a notice in accordance with sub-section (4.) of this section, fails to fill up, sign, and post within the time allowed under sub-section (5.) of this section the form (duly witnessed) which is attached to the notice; or

(c) states in such form a false reason for not having voted, or, in the case of an elector filling up or purporting to fill up a form on behalf of any other elector, in pursuance of sub-section (7.) of this section, states in such a form a false reason why that other elector did not vote, shall be guilty of an offence.

Penalty: Two pounds.

(13.) Proceedings for an offence against this section shall not be instituted except by the Chief Electoral Officer or an officer thereto authorized in writing by the Chief Electoral Officer.

(13) اس جرم کے خلاف کارروائی عمل میں نہیں لائی جاسکتی ماسوائے چیف الیکٹورل آفیسر کے یا کسی اور آفیسر کے جس کو تحریری طور پر چیف الیکٹورل آفیسر سے اجازت نامہ حاصل ہو۔

75 جیسا کہ اوپر زیر بحث کیا گیا ہے۔ یہ ایک آئینی ضرورت ہے کہ پاکستان میں ایک جمہوری حکومت قائم کی جائے اور پرورش پائے، اور ریاست کے تمام عہدہ داران بشمول الیکشن کمیشن کی ذمہ داری ہے کہ عمل درآمد یقینی بنائے۔ آئین اور دوسرے قوانین کے مختلف شقوں نے الیکشن کمیشن کو مکمل طور پر با اختیار بنایا ہے کہ وہ یقینی طور پر منظم الیکشن کروائے اور حقیقی طور پر جمہوری حکومت آئین کے مطابق قائم کرے لہذا الیکشن کمیشن پر واجب ہے تمام ووٹرز کی شمولیت کو یقینی بنائے، ووٹنگ کے عمل کو لازمی کرنا اور خلاف ورزی کرنے پر پابندی لگانا، الیکشن کمیشن اور کوئی اور مناسب باڈی اس طویل مدت مسئلے کو حل کر سکتے ہیں۔ اور الیکشن سے متعلق عمل کو آئین کے مطابق چلا سکتے ہیں۔ لہذا ضروری ہے کہ جتنا جلدی ممکن ہو سکے ووٹنگ لاگو کرنے کے لئے تمام ضروری اقدامات اٹھائے جائیں اس اقدام کو آئینی اختیار ہے کہ جمہوریت کی مضبوطی کے لئے حکومت کو منتخب نمائندوں کے ذریعے چلایا جائے۔

76 درخواست گزاروں نے یہ بھی تجویز کیا ہے کہ موجودہ "فرسٹ پاسٹ دی پوسٹ" (FPTP) طریقے کار کی چھان بین کی جائے، نتیجہ خیز الیکشن نظام کے لئے انھوں نے جانچ پڑتال کی ہے کہ کیا FPTP "تمام آئینی تقاضے پورا کر رہی ہے صاف اور شفاف الیکشن کروانے میں" اور تجویز کیا ہے کہ دوسرے طریقے بھی استعمال کئے جائیں اور ممکنہ متبادل کے طور پر غور کیا جائے۔ انھوں نے دلائل دیتے ہوئے کہا ہے کہ آئین خاص طور پر ایسی مخصوص نظام کی حمایت نہیں کرتا کہ کوئی متبادل نظام اختیار کیا جائے جو کہ جمہوریت کی روح سے بہتر ہو۔ جناب سلمان اکرم راجہ نے بیان کیا ہے کہ کلاسوں اور گروپوں کی الیکشن میں بامعنی شرکت کو یقینی بنایا جائے۔ اور اس امر کو یقینی بنایا جائے کہ ایک الیکٹرول نظام ہونا چاہیے جو کہ فرسٹ پاسٹ دی پوسٹ پر مبنی ہو جیسا کہ اکثر مقبول ملکوں میں ہے۔ کم از کم 10% نشستیں مخصوص ہونی چاہیں جماعتوں کے لئے متناسب نمائندگی کی بنیاد پر اگر وہ مکمل پول کے 20% حاصل کر سکیں۔ ایسے امیدواران کے نام پہلے سے ECP کو جمع کرائے جائیں،

77 یہ بات قابل غور ہے کہ FTPT نے حوالہ دیا ہے ایک الیکشن کا جس میں ایک امیدوار بھاری ووٹوں سے جیتا۔ یہ ضروری نہیں کہ کامیاب امیدوار تمام کاسٹ کئے گئے ووٹ حاصل کر سکیں مگر پھر بھی وہ کامیاب امیدوار قرار دیا جاتا ہے۔ اس طرح اس ووٹنگ کے نظام کے مطابق اراکین پارلیمنٹ جو کہ عوام کے نمائندہ ہیں ان کا اختیار تمام کاسٹ کیے گئے ووٹوں پہ نہیں ہے۔ اس لئے وہ ووٹرز کے حقیقی طور پر نمائندگی نہیں کر پاتے الیکشن کے اس ناقص نظام کے تحت خاص طور پر سیکشن 42 آف ROPA جو کہ FPTP کے تحت ہے یہ سیکشن کہتا ہے کہ کوئی بھی امیدوار جو حاصل کرے زیادہ ووٹ (کاسٹ کئے گئے ووٹوں کے 50% سے زیادہ نہیں) کامیاب قرار دیا جاتا ہے۔ اس مرحلے پر "اکثریت ووٹ" سے مراد جو کہ Black's Law Dictitionary 6th Edition P-55 میں جو دیا گیا ہے وہ حسب ذیل ہے۔

"اکثریت ووٹ:- ووٹ جو آدھے سے زیادہ ہوں امیدوار کے لئے یا دوسرے معاملہ کے لئے بیلٹ جب صرف دو امیدوار ہوں، وہ جو دوسرے سے زیادہ ووٹ حاصل کرے اس کو اکثریت حاصل ہے اگر ایک ہی عہدہ کے لئے دو سے زیادہ کے درمیان مقابلہ ہو تو ایک کے لئے جس شخص کو ووٹوں کی سب سے بڑی تعداد ملتی ہے مگر اس کے پاس Majority نہیں ہے جب تک کہ وہ حاصل نہ کرے اس سے زیادہ ووٹ جو اس کے حریفوں کو ملے ہوں۔

78- 2008ء میں الیکشن منعقد ہوئے اور پارلیمنٹ/ اسمبلیز کے ممبران کامیاب ہوئے "فرسٹ پاسٹ دی پوسٹ" کے نظام کے تحت ان میں زیادہ تر عوام کے حقیقی نمائندہ نہیں تھے کیونکہ انہوں نے اپنے علاقوں سے 50% سے زیادہ ووٹ حاصل نہیں کئے تھے۔ مثال کے طور پر نیشنل اسمبلی کے 268 نشستوں کے امیدواروں میں سے 108 امیدواروں نے 50% سے کم ووٹ حاصل کئے۔ اس طرح قومی اسمبلی کے نشستوں میں 40% سے زیادہ اکثریت کی نمائندگی کا فقدان تھا بعض صورتوں میں یہ 30% سے بھی کم تھا۔ الیکٹورل نظام کو جمہوری بنانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان علاقوں میں دوبارہ الیکشن کروائے جائیں جہاں پہ امیدواروں نے مکمل کاسٹ کا 50% ووٹ حاصل نہ کئے ہوں نئی پولنگ میں جو کہ دو امیدواروں کے درمیان ہو جو بھی شخص زیادہ ووٹ حاصل کرے اس کو فاتح قرار دیا جائے یہ نظام مقبول جمہوری ملکوں بمشول فرانس میں رائج ہے گو پاکستان میں لوکل گورنمنٹ الیکشن کے دوران اس کو اپنایا گیا تھا۔ یہ سوال خاص طور پر اس کورٹ کے مشاہدے میں آیا کہ آئین کی اٹھارویں ترمیم جو کہ آرٹیکل (4) 91 میں کی گئی ہے اس نے دوسرا مرحلہ (runoff) انتخاب متعارف کرایا ہے کہ اگر وزیراعظم کے انتخاب کے لئے امیدوار جو نیشنل اسمبلی کی مجموعی نشستوں سے ایک مخصوص حد تک پہلے مرحلے میں ووٹ حاصل کرنے میں ناکام رہے۔ یہ طریقہ کار اکثریت کے اصول کے خلاف ہے۔ Professor Bernard Chruck, Emeritus Professor of Politics, Birkbeck College, London نے اپنی کتاب Democracy میں "FPTP کو غیر جمہوری اور یقینی طور پر غیر نمائندہ قرار دیا ہے۔ میر سلیم خان کھوسہ v/s چیف الیکشن کمیشنر (10 SCMR 2002) کیس میں یہ کہا گیا ہے کہ غیر ترمیمی سیکشن 37 Balochistan Local Government Ordinance 2000 کہ مطابق امیدواروں میں سے اگر کسی نے دوسری امیدوار سے ایک ووٹ بھی زیادہ لیا ہے تو وہ فاتح قرار دیا جانے کا اہل ہے۔ جبکہ ترمیم کئے گئے سیکشن کے مطابق یونین کونسل کے ممبر 50% سے زیادہ ووٹ حاصل کرنا لازمی ہے اگر وہ امیدوار ٹارگٹ حاصل کرنے میں فیل ہو جاتے ہیں تو وہ کامیاب امیدوار قرار نہیں دئے جائیں گے۔ بے شک کیوں نہ وہ زیادہ ووٹ حاصل کریں۔ اس ترمیم کا مقصد یہ ہے کہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ فاتح امیدواروں کو ضلع میں اکثریت حاصل ہے۔ اور جنہوں نے 25% یا 30% ووٹ حاصل کئے ہیں وہ

الیکشن نہیں جیت سکے۔ ترمیم نے اکثریتی نظام کے ممکنہ غلطیوں کا ازالہ کیا۔ جہاں پہ انتخابی مقابلے کے موقع پر جس میں کئی امیدواروں کا مقابلہ تھا اور ان میں ایک نے الیکشن چند ووٹوں سے جیتا جاتا ہے۔ اور صرف چھوٹے سے طبقہ کی نمائندگی کرتا ہے نہ کہ اکثریتی انتخابی حلقے کا لہذا مدعا علیہ 50% سے زیادہ سے ووٹ حاصل کئے تھے۔ اس لئے اپیل خارج ہوئی۔

79۔ درخواست گزاروں نے تجویز پیش کی ہے کہ ووٹر کو یہ حق دیا جائے کہ وہ ان لوگوں کو جن کو وہ سپورٹ کرنا نہیں چاہتے ان کو ووٹ نہ دیں۔ یہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ بیلٹ پیپر میں ایک یہ بھی تجویز ہو کہ (مندرجہ بالا میں سے کوئی نہیں) درخواست گزاروں کی نظر میں یہ تجویز ان ووٹرز کے لئے ہے جو ووٹ نہیں دینا چاہتے امیدواروں کو جو مقابلہ کر رہے ہوں کسی سیاسی آفس یا سیٹ کے لئے۔ درحقیقت الیکشن کے دوران پاکستان کم ووٹر ٹرن آؤٹ سے دوچار ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ وہ امیدوار جو الیکشن میں حصہ لے رہے ہیں۔ درحقیقت عوام کے نمائندہ نہیں ہیں۔ اگر ووٹ ووٹر کی مرضی کے مطابق ہو تو ان کو یہ حق بھی دیا جائے کہ وہ نمائندوں پہ اپنا عدم اطمینان ظاہر کر سکیں۔ مندرجہ بالا اطوار میں سے کوئی بھی اس مقصد کو پورا کرنے میں موثر ثابت نہیں ہوگا۔ مزید برآں اس اختیارات کے ساتھ ووٹر اپنے حلقے سے اپنی پسند کا نمائندہ چننے کے لئے زیادہ سے زیادہ اختیار استعمال کر سکتا ہے۔ اپنی بات کو مضبوط بنانے کے لئے۔ درخواست گزار نے بیان دیا ہے کہ دنیا کے بیشتر ممالک میں یہ عمل رائج ہے۔ اور بہت سے ممالک میں یہ تجویز قابل غور ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ایک انتخابی عمل جو دوران انتخاب (مندرجہ بالا میں سے کوئی بھی نہیں) کا اختیار نہیں دیتا وہ انتخاب غیر آئینی ہے۔ دوسری باتوں کے ساتھ آرٹیکل (3) 218 and (3) 106 , (6) 17,51 یا اس کے نعم البدل جیسا کہ کہا گیا ہے "d" اور "e" in CP. 87 of 2011 ریاست کی جانب سے کہا گیا ہے کہ یہ عمل الیکشن قوانین کے خلاف ہے۔ جناب سلمان راجہ ایڈوکیٹ سپریم کورٹ AAP کے جانب سے درخواست گزار کہ اس تجویز سے متفق ہیں اور کہا کہ اگر مندرجہ بالا میں سے کوئی بھی نہیں آپشن کو زیادہ ووٹ ملیں بانسبت ان امیدواروں کے جن کے درمیان مقابلہ ہے تو اس الیکشن کو غیر آئینی قرار دیا جائے۔ اور دوبارہ الیکشن منعقد کروانے کے احکامات جاری کرنے چاہئیں۔ جناب توفیق آصف نے کہا کہ JIP درخواست گزاروں کی اس تجویز سے متفق ہے لیکن متبادل کے طور پر یہ تجویز پیش کی ہے کہ متناسب نظام انتخابات کے عمل پہ غور کیا جائے جس میں انتخابی انصاف اور قومی ہم آہنگی حاصل کرنے کے لئے ایک قابل عمل متبادل کے طور پہ سمجھا جانا چاہیے۔ جس کا بنیادی مقصد معاشرے کی اکثریت نظام (پاکستان میں تاحال مقبول) حاصل کرنے کے قابل نہیں ہے۔ یہ پیش کیا گیا ہے کہ متناسب نظام کے مندرجہ ذیل فوائد ہیں۔

a وسیع تر نمائندگی

b سیاسی اداروں کی تدوین

d	سیاسی تعلیم
e	منصفانہ انتخاب
e	نظریاتی شفافیت
f	سیاسی مساوات
g	بھروسے اور اعتماد کے شعور کا ہونا
h	نا اتفاقی کو برداشت کرنا
i	اسلامی پس منظر

بعض علاقوں میں بجائے اس کے کہ الیکشن کے سارے طریقے کا رہ عدم اطمینان کے مظاہرہ کیا جائے وہاں پہ ووٹرز کو یہ اختیار حاصل ہے کہ مندرجہ بالا میں سے کسی کو بھی ووٹ دینا نہیں چاہتے۔ لہذا اس عمل کو اپنانے کے لئے تجاویز پیش کی گئی ہیں۔

80- درج بالا بحث کی روشنی میں درخواست عنوان بالا کو درج ذیل سفارشات، اعلانات اور احکامات کے ساتھ نمٹایا جاتا ہے:-

1- انجمن سازی کی آزادی جیسا کہ آئین پاکستان کے آرٹیکل 17 میں بیان کیا گیا ہے۔ ہر فرد کو ایک بنیادی حق عطا کرتی ہے کہ وہ ریاست کی سیاسی حکمرانی میں حصہ لے جبکہ اس کے ساتھ ساتھ جمہوری نظام کے ذریعے آئینی منشور کو مضبوط کرے، تحفظ فراہم کرے، اجتماع کی آزادی (آرٹیکل 16) اور آزادی اظہار (آرٹیکل 19) آئینی حکم کی ضرورت کا مقصد پورا کرتے ہیں۔

2- پاکستان میں جمہوریت کے اصولوں کو ماننے کی ضمانت اور ہدایات دیتے ہوئے کہ ”ریاست اپنی طاقت اور اختیارات اپنے منتخب شدہ نمائندگان کے ذریعے استعمال کرے گی“ آئین پاکستان ہدایت دیتا ہے کہ حکمرانی کا اختیار ایک نمائندہ اور جمہوری حکومت کے ذریعے استعمال کیا جائے۔ اس اختیار کو عطا کرتے وقت پختہ عہد کو مد نظر رکھا گیا ہے ”جمہوریت کا تحفظ“ اور اسی لئے اسے بنیادی اقدار میں سے ایک تصور کیا جاتا ہے۔ مقننہ کے اختیارات اور کام کے تعین کے سلسلے میں آئین کا پارٹ II اور III جمہوریت کو مضبوط کرتا ہے جیسا کہ عوام کا منتخب شدہ نظام اور ایک بنیادی آئینی حکم چلانا۔

3- آئین پاکستان الیکشن کمیشن کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ الیکشن کا انتظام کرے اور کروائے اور ایسے تمام ضروری اقدامات کرے، یہ یقینی بنائے کہ الیکشن ایماندارانہ، صاف و شفاف اور قانون کے مطابق ہوں اور بدعنوان عادات کا قلع قمع کرے لیکن بد قسمتی سے اس منشور پر ماضی میں مناسب طریقے سے مکمل عمل نہیں کیا گیا۔

4- عوامی نمائندگی کا ایکٹ 1976 الیکشن کمیشن کو ذمہ داریاں اور اختیارات عطا کرتا ہے کہ وہ الیکشن پر اخراجات کو باقاعدہ کرے، جرائم کے بارے میں سزائیں دے اور اس سے متعلق شرائط کو توڑنے کی صورت میں تمام الیکشن کے تنازعات کا فیصلہ کرے، الیکشن کو کالعدم قرار دینا وغیرہ۔ الیکشن کروانے کے بارے میں آئینی ضرورت ہے کہ شفاف، آزادانہ، ایماندارانہ، صاف اور قانونی تقاضوں کے مطابق الیکشن کمیشن کو حاصل شدہ تمام اختیارات کو احسن اور مثالی انداز میں استعمال کرے۔

5- تمام عوامی اختیارات ایک متبرک اعتماد ہیں جن کا استعمال منصفانہ ٹھیک ٹھیک، دیانتدارانہ اور قانون کے مطابق ہوتا ہے۔ اور جہاں بھی کسی عوامی مقتدر یا اہل کار کو صوابدیدی اختیار حاصل ہوتا ہے اس کا استعمال مقصد کے حصول کی خاطر جائز، آزادانہ، ایماندارانہ، منصفانہ اور متبرک اعتماد سمجھ کر کیا جائے۔

6- مذکورہ الیکشن کے معاملات اور طریقہ کار الیکشن کمیشن میں قابلِ سماعت ہے اور اسے آئین اور قانون کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔ اس لئے اس کی آئینی حیثیت اور دوسرے الیکشن قوانین موجودہ کاروائی سے متعلقہ نہیں ہیں صرف سخت پابندی کی ضرورت ہے۔

81- مندرجہ بالا کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم درج ذیل قرار دیتے ہیں اور حکم دیتے ہیں

(a) الیکشن کمیشن اپنی آئینی ذمہ داری آئین کے آرٹیکل (3) 218 کے تحت تمام الیکشن قوانین عوامی نمائندگی کے ایکٹ، عوامی نمائندگی اور دوسرے قوانین / قواعد وغیرہ پر سختی سے عمل کروائے۔

(b) الیکشن کمیشن کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ نہ صرف الیکشن سے متعلق غیر قانونی کاموں پر نظر رکھے (انتخابی مہم میں مالی حدود کی خلاف ورزی وغیرہ) یا بدعنوانیاں (رشوت وغیرہ) بلکہ اُسے یہ اختیار بھی حاصل ہے کہ

الیکشن اپنی سرگرمیوں پر نظر ثانی کرے بشمول جلسے، جلوس، لاؤڈ اسپیکرز کا استعمال وغیرہ، شفافیت کے معیار پر ان کے اثرات، انصاف اور دیانتداری ان پر الیکشن کو پورا کرانا چاہیے۔ الیکشن کمیشن کو یہ اختیار بھی حاصل ہے کہ وہ جمہوریت کی روح، شفافیت، منصفانہ الیکشن کروانے کیلئے حفاظتی اقدامات کر سکتا ہے۔ الیکشن کمیشن کو حکم دیا جاتا ہے کہ اس کو یقینی بنانے کیلئے تمام اقدامات کرے۔

(c) الیکشن کمیشن کو انتخابات کے انعقاد کے اعلان کے دن سے ہی انتخابی اخراجات کا جائزہ لینا چاہئے۔ ایک امیدوار کو انتخابات کے اختتام کے فوری بعد اپنے اخراجات کا حساب دینا چاہیے۔ ڈیکلیریشن فارم میں درج ذیل مندرجات ہونے چاہئیں:-

(i) انتخابی اخراجات پورے کرنے کیلئے میں نے اکاؤنٹ نمبر بینک میں (جس میں شیڈولڈ بینک کا نام معہ برانچ ہوگا) کھلوا یا ہے اور اس میں انتخابی اخراجات کیلئے مجوزہ رقم جمع کروادی ہے۔

(ii) تمام انتخابی اخراجات مندرجہ بالا اکاؤنٹ میں رکھی گئی رقم سے کئے جائینگے۔

(iii) انتخابی اخراجات کیلئے مندرجہ بالا اکاؤنٹ کے علاوہ کسی بھی دوسرے اکاؤنٹ سے اخراجات نہیں کئے جائینگے۔ (بینک سٹیٹمنٹ کی کاپی ریٹرن کے ساتھ منسلک کی جائے گی)۔

(d) الیکشن کمیشن امیدواروں کے ساتھ میٹنگز کرے اور انہیں متعلقہ قوانین اور قواعد کے بارے میں آگاہ کرے۔ اور انتخابی عملے کا تعین کر کے ان امیدواروں سے ہفتہ وار انتخابی اخراجات کی فہرست حاصل کرنے کا کہے اور وقتاً فوقتاً مختلف جگہوں کا معائنہ بھی کرے۔ انتخابی اخراجات سے متعلق تمام امور جی ایس ٹی، رجسٹرڈ فرمز/ اشخاص کے ساتھ ہونے چاہئیں۔

(e) رائے دہندگان کی سہولت کیلئے پورے ملک میں پولنگ اسٹیشنز کی تعداد کو مناسب حد تک بڑھایا جائے تاکہ پولنگ اسٹیشنز رائے دہندگان کی رہائش سے دو کلومیٹر سے زائد فاصلے پر نہ ہوں۔ اس سلسلہ میں الیکشن کمیشن کو دی گئی تجاویز کو مد نظر رکھنا چاہئے جس میں رائے دہندگان کو سرکاری ٹرانسپورٹ مہیا کرنا ہے۔ لیکن کسی بھی صورت میں امیدواروں کو انتخابات کے دن کیلئے کرایہ کی یا پرائیویٹ ٹرانسپورٹ کی اجازت نہ دی جائے۔ جہاں ٹرانسپورٹ کے انتظامات الیکشن کمیشن نے کئے

ہوں تو ان کے راستوں کی تشہیر عوام کی اطلاع کیلئے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر وسیع پیمانے پر کی جائے۔

(f) جہاں تک رائے دہندگان کو پرچی حوالے کرنے کا تعلق ہے اس سلسلہ میں الیکشن کمیشن آف پاکستان رائے دہندگان کو مطلوبہ معلومات مہیا کرنے کیلئے دوسرے ذرائع استعمال کرے جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ اس لئے ROPA کی دفعہ 84 پہ سختی سے عمل درآمد کو یقینی بناتے ہوئے پولنگ اسٹیشنز کے نزدیک انتخابی دفاتر کے قیام پر فی الفور پابندی لگائی جانی چاہئے۔ الیکشن کمیشن آف پاکستان رائے دہندگان کو ان کے ووٹ کا اقتباس ووٹرسٹ سے الیکشن کے انعقاد سے کم از کم سات دن قبل بذریعہ ڈاک ایک گھر میں رہنے والے ایک یا زیادہ اشخاص کے نام روانہ کرنے کا انتظام کرے یا ڈاک کے اخراجات بچانے کیلئے وہ اقتباسات یوٹیلیٹی بلوں کے ساتھ منسلک کرے۔

(g) کس طرح کی انتخابی مہم کی سرگرمیوں کی اجازت دی جانی چاہئے جو کہ ایک طرف تو انتخابی مہم کا مقصد پورا کریں اور دوسری طرف عام آدمی کی پہنچ میں بھی ہوں اس سلسلہ میں درخواست دہندگان نے کچھ سرگرمیاں تجویز کی ہیں جیسا کہ گھر گھر جا کر Campaign کرنا، منشور کی تشہیر، ریاستی ٹیلی ویژن اور ریڈیو پر راغب کرنا، امیدواروں اور ووٹرز کا بحث مباحثہ وغیرہ شامل ہیں، ROPA اور دوسرے متعلقہ قوانین نے ان سرگرمیوں کی اجازت قانون کی نظر میں دی ہے۔ اس لئے الیکشن کمیشن آف پاکستان کو ان سرگرمیوں کی میرٹ کے مطابق حوصلہ افزائی کرنی چاہئے۔

(h) صاف اور شفاف انتخابات کے انعقاد کو یقینی بنانے کیلئے صوبائی حکومت کے ملازمین کی بجائے وفاقی حکومت، خود مختار تنظیموں/اداروں کے ملازمین کو پولنگ اسٹیشنز پر تعینات کیا جائے۔

(i) جہاں تک کمپیوٹرائزڈ بیلٹنگ (Balloting) کو متعارف کروانے کا تعلق ہے اس سلسلہ میں بتایا گیا ہے کہ الیکشن کمیشن پہلے سے ہی اس پر کام کر رہا ہے۔ اس لئے ہم توقع کرتے ہیں کہ مناسب وقت پر اس سلسلے میں موثر اقدامات کئے جائیں گے۔

(j) صاف، شفاف اور منصفانہ انتخابات کے مقصد کے حصول کیلئے الیکشن کمیشن کو فی الفور قابل بھروسہ اور آزادانہ اداروں کے ذریعے ووٹرسٹوں کی درست تیاری اور نگرانی کو یقینی بنانا چاہئے۔ اس سلسلہ میں الیکشن کمیشن آف پاکستان کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ رائے دہندگان کی فہرستوں کا گھر گھر جا کر جانچ کرے اور اس تجدید اور نگرانی کے کام کی شفافیت سے تکمیل کیلئے، اگر ضروری ہو تو فوج اور فرنٹیئر کور کو بھی تعینات کیا جاسکتا ہے۔

(k) انتخابی تنازعات کو فی الفور حل کرنے کیلئے الیکشن کمیشن کیلئے تصحیحی اقدامات کرنا ضروری ہیں۔ اس بارے میں الیکشن کمیشن آف پاکستان حکومتی اخراجات پر الیکشن قوانین سے مکمل آگاہی رکھنے والے وکلاء کا پینل بنانے پر غور کرے جو کہ معاشرہ کے مظلوم طبقہ کو مفت قانونی خدمات فراہم کرے۔

(l) الیکشن کمیشن کا فرض ہے کہ وہ اس بات کو یقینی بنائے کہ تمام رائے دہندگان کی انتخابات میں شرکت ہو اور اس سلسلہ میں پاکستان میں ووٹ ڈالنے کو لازمی بنانے کیلئے جتنی جلدی ممکن ہو تمام ضروری اقدامات کئے جائیں۔

(m) "First Past the Post" طریقہ انتخاب کے تحت ضروری نہیں کہ جیتنے والے امیدوار کو ڈالے گئے ووٹوں کی مکمل اکثریت حاصل ہو اور اس طرح ایسا امیدوار ڈالے گئے ووٹوں کی اکثریت کی حمایت نہ رکھتا ہو۔ اس طرح FPTP طریقہ انتخاب اکثریت کے اصول کی نفی کرتا ہے۔ الیکشن کمیشن ایسے طریقے اور ذرائع دریافت کرے اور انتخابات کا مناسب طریقہ سے تعارف کروائے جس میں Run off Election اور None of the above options جیسی تجاویز بھی شامل ہوں۔ درج بالا بحث کی روشنی میں لوگوں کی صحیح نمائندگی ہو اور اکثریت کا اصول اپنایا جائے۔

(n) الیکشن کمیشن کو قواعد بنانے کا اختیار حاصل ہے تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ الیکشن شفاف، دیانتدارانہ، منصفانہ اور قانون کے مطابق ہوں اور بدعنوانی کی حوصلہ شکنی ہو۔ درج بالا مختلف تجاویز پر نقطہ نظر میں اتفاق ہے۔ اس لئے ہم الیکشن کمیشن کو حکم دیتے ہیں کہ قوانین مرتب کرے اور ہدایات جاری کرے تاکہ ان اقدامات کو قانونی تحفظ ہو، ان پر عمل درآمد ہو تاکہ شفاف، آزادانہ اور منصفانہ الیکشن کا حتمی مقصد حاصل ہو سکے۔

مورخہ..... جون 2012ء کو عدالت میں سنایا گیا۔

اس فیصلے کو چھاپنے کی اجازت دی جاتی ہے۔